قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جلد: 2 | شمارہ: 125 | 2 شوال 1441 ہجری قمری | سوموار 25 مئی 2020ء

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۰﴾

(المآئدۃ:10)

اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے (کہ) اُن کے لئے مغفرت اور ایک بہت بڑا اجر ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22 مئی 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

- حضور انور کو چوٹ لگنے پر احبابِ جماعت کے آپ کیلئے غیر معمولی جذبات اور دُعائیں کرنے پر حضور انور کی طرف سے شکریہ کا اظہار
- ہمیں دُعاؤں کے ساتھ اپنے نمونے بھی دکھانے کی ضرورت ہے، دُنیا کو بتانے کی ضرورت ہے کہ ایک دوسرے کے حق ادا کر کے ہی تم اللہ تعالیٰ کے رحم کو حاصل کر سکتے ہو
- رمضان میں کی جانے والی نیکیاں رمضان کے بعد بھی جاری رکھنے کی تلقین اور کرونا کی اس وباء کے ایّام میں ہم احمدی مسلمانوں کی ذمہ داریاں
- حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کی نصائح اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احباب جماعت کو بعض دعائیں کرنے کا اعادہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 22 مئی 2020ء کو مسجد مبارک ، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا ۔حضور انور نے خطبہ کے شروع میں ان سب احمدیوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے گزشتہ دنوں حضور انور کے گرنے کی وجہ سے چوٹ لگنے پر اپنے غیر معمولی جذبات کا اظہار کیا اور بڑی تڑپ سے دُعائیں کیں۔ فرمایا کہ یہ آپ لوگوں کی دُعاؤں کی ہی قبولیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی طور پر جلدی زخم جو ہیں مندمل ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کو میں نے یہی کہا تھا کہ علاج تو اپنی جگہ لیکن اصل چیز دُعائیں ہیں جو احمدی کر رہے ہیں۔ حضور انور نے ان چوٹوں پر مرہم عیسیٰ اور اسی طرح ہومیو پیتھک کریم کینیڈولا لگانے کا ذکر کیا کہ شاید دوسروں کو بھی فائدہ ہو جائے بعض دفعہ ضرورت پڑتی ہے۔ فرمایا کہ اب یہ دُعا کریں کہ چوٹ کے جو باقی اثرات ہیں اللہ تعالیٰ اُنہیں بھی جلد بہتر فرمائے دُور فرمائے جو بداثرات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی اصل طاقت ہے جو دعاؤں سے ملتا ہے ۔پس اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو ہمیں ہر وقت مانگنا چاہیئے اور اس کے آگے جھکنا چاہیئے۔

حضور انور نے فرمایا: آج کل ہم جس حالت سے گزر رہے ہیں اس میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے کی ضرورت ہے۔ اب یہ رمضان تو ختم ہو رہا ہے اور اسی طرح کچھ حد تک لاک ڈاؤن پر بھی حکومت پابندیاں نرم کرنے کا ارادہ کر رہی ہے۔ ایک بات تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پابندیوں پر نرمی کے ساتھ جو حکومت نے شرائط لگائی ہیں اس پر ہر احمدی کو کاربند ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کاروباروں کی اجازت اور باہر نکلنے کی نرمی اور پھر رمضان کے مہینے کا گزر جانا کسی احمدی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور جو نیکیاں انہوں نے اپنائی تھیں اُنہیں ختم کرنے والا یا ان میں کمی کرنے والا نہ بنائے بلکہ نیکیوں کو اور باجماعت نمازوں کو جب تک مسجد میں جانے پر پابندی ہے گھروں میں جاری رکھنا اور جب مسجد جانے کی اجازت مل جائے گی تو مسجد کو آباد رکھنا اپنے پر پہلے سے بڑھ کر فرض کریں۔ عورتیں گھروں میں نمازوں کا خاص اہتمام کریں تا کہ بچے بھی اپنے سامنے نمونے دیکھنے والے ہوں ۔ گھروں میں درس و تدریس کا چند منٹ کے لئے سلسلہ جاری رہے تا کہ دینی علم بھی بڑھے ۔اسی طرح ایم۔ٹی۔اے کے پروگراموں کو دیکھنے کی طرف بھی توجہ رکھیں۔ پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں اس بارے میں۔

حضور انور نے فرمایا: آج کل لوگ اس تلاش میں ہیں کہ یہ کورونا وائرس کی بیماری طبعی حادثہ ہے یا عذاب الٰہی ہے۔ فرمایا: صرف اسی کی تلاش میں نہ رہیں کہ یہ کیا چیز ہے اور یہ زمانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بیشمار وعدے ہیں جو پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔ اگر کوئی انذاری پہلو رکھنے والی باتیں ہیں تو سب سے پہلے ایک مؤمن کا کام ہے کہ لرزاں و ترساں ہو خوفزدہ ہو اور اپنے ایمان و ایقان کو مضبوط کرے اپنے اچھے انجام کے لئے دُعا کرے۔ یہ آفات، طوفان اور بلائیں جو اس زمانے میں آ رہی ہیں ان کا حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے سے خاص تعلق ہے۔ پس ہمیں اپنے ایمان و ایقان اور انجام بخیر کے لئے اور دُنیا کے بچانے کے لئے بھی بہت دُعائیں کرنی چاہئیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اُس وقت بھی جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو طاعون کو نشان کے طور پر ظاہر ہونے کی واضح خبر دی تھی بے چین ہو ہو کر دُنیا کے لئے دُعا کیا کرتے تھے کہ انسانیت کو اللہ تعالیٰ بچا لے۔ پس انسانیت کے لئے آپؑ کا رحم اور شفقت اللہ تعالیٰ کے آپ کو نشان کے بتانے کے باوجود غالب تھا اور ان کے اس وباء کی تباہی سے بچنے کے لئے آپؑ بڑے دَرد سے دُعا کر رہے ہوتے تھے۔ پس ہم نے بھی آپؑ کے اس نمونے کو دیکھنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: بعض لوگ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ایک مضمون ”حوادث طبعی یا عذاب الٰہی“ آج کل جو وائرس کی وباء پھیلی ہوئی ہے اس سے ملانے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے تبصرے بھی کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے بعد آفات اور بلاؤں کی تعداد

باقی صفحہ نمبر 8 پر

اس شمارہ میں

- خلاصہ خطبہ جمعہ
- متن خطبہ جمعہ یکم مئی 2020ء
- اسلام میں عورت کا مقام اور حیثیت
- موٹاپا Obesity دورحاضر کا ایک خطرناک چیلنج
- حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ کیلئے شعراء کے جذبات
- مکرمہ ملک انجن آراء

فرمانِ رسول ﷺ

اصل خوبصورتی دل کی ہے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہاری صورتوں کو (کہ خوبصورت ہیں یا بدصورت) بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے کہ ان میں کتنا اخلاص اور حسن نیت ہے۔

(مسلم کتاب البر والصلة باب تحریم ظلم المسلم وخذعه)

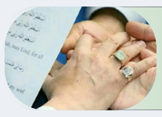

دربارِ خلافت

اطاعت امام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے امامِ وقت کی بیعت کی اور ان جاہلوں میں شامل نہیں ہوئے جو امامِ وقت کے انکاری ہیں۔ لیکن اگر ہمارے عمل اس قبول کرنے کے بعد بھی جہالت والے رہے تو اپنے آپ کو عملاً اس بیعت سے باہر نکالنے والی بات ہو گی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت سے بھی باہر نکل رہے ہوں گے۔

پس بیعت کے بعد اپنی سوچوں کو درست سمت میں رکھنا اور کامل اطاعت کے نمونے دکھانا انتہائی ضروری ہے۔ زمانے کے امام نے اپنی بیعت میں آنے والوں کے معیار کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ ''ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستورالعمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا۔ وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو دراصل جماعت میں نہیں ہے۔ محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔'' یعنی عملی حالت اگر اس تعلیم کے مطابق نہیں تو صرف نام لکھوا کر جماعت میں شامل ہونے والی بات ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اصل میں میری نظر میں تو وہ جماعت میں نہیں ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں'' ...... اس لئے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 439)

اور وہ تعلیم یہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ''فتنہ کی بات نہ کرو۔ شر نہ کرو۔ گالی پر صبر کرو۔ کسی کا مقابلہ نہ کرو۔'' یعنی لغو اور بیہودہ باتوں میں مقابلہ نہ کرو۔ ان باتوں میں مقابلہ نہ کرو کہ اب فلاں عہدے دار بن گیا تو میں نے اطاعت نہیں کرنی یا مجھے ہٹایا گیا تو میں نے اطاعت نہیں کرنی۔ فرمایا ''اور جو مقابلہ کرے اس سے سلوک اور نیکی سے پیش آؤ'' عام معاملات میں بھی، روزمرہ معاملات میں بھی، لڑائی جھگڑوں میں بھی، اگر فضولیات پہ، لغویات پہ کوئی مقابلہ ہوتا بھی ہے، تب بھی صرفِ نظر کرو بلکہ نہ صرف صرفِ نظر کرو بلکہ نیکی سے پیش آؤ۔ فرمایا کہ ''شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھلاؤ۔ خوش اخلاق سے بات کرو۔ نرم زبان استعمال کرو۔ اس کا اچھا نمونہ دکھاؤ۔ سچے دل سے ہر ایک حکم کی اطاعت کرو کہ خدا تعالیٰ راضی ہو اور دشمن بھی جان لے کہ اب بیعت کر کے یہ شخص وہ نہیں رہا جو کہ پہلے تھا۔ مقدمات میں سچی گواہی دو۔ اس سلسلہ میں داخل ہونے والے کو چاہیے کہ پورے دل، پوری ہمت اور ساری جان سے راستی کا پابند ہو جاوے۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 413)

(خطبہ جمعہ مورخہ 24 مئی 2019ء)

آج کی دعا

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ. (ترمذی الدعوات)

ترجمہ: ''اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ دے''

یہ پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہدایت کے بعد گمراہی سے بچنے کی جامع دعا ہے۔

حضرت ام سلمیٰؓ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول کریمؐ سے پوچھا کہ آپؐ یہ دعا کثرت سے کیوں کرتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ '' ہر شخص کا دل خدا کی دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ جب چاہے اسے بدل دے''

ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو اس دعا کو پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ (قدسیہ محمود سردار)

تیرا جب ذکر کرتے ہیں
(پیارے آقا کی یاد میں)

میرے مولا صدائیں سن تو اپنے ان فقیروں کی
کہ اس کی اک جھلک کی خواہشیں ہم پیش کرتے ہیں

ہو اشکوں کی جھڑی تو پھر تیرا ہم ذکر کرتے ہیں
یہ اشکوں کا گلستاں تیری خاطر پیش کرتے ہیں

محبت ساری دنیا کی فقط تجھ سے ہے
ثبوت اس بات کا اک اک عمل سے پیش کرتے ہیں

کوئی بھی معاملہ در پیش ہو کوئی بھی مشکل ہو
دعاؤں کیلئے ہم سب وہ تجھ کو پیش کرتے ہیں

خدا نے ہے چنا تجھ کو زمانے کا سپہ سالار
ہم اپنی ذات و ہستی تیرے آگے پیش کرتے ہیں

لیا تھا عہد جو تو نے وفاؤں کا اطاعت کا
سو اپنی جان و عزت مال و زر ہم پیش کرتے ہیں

گر یہ داغ ہجرت تجھ سے ہے روز و شب ہم کو
در مولا پہ رو رو کر صدائیں پیش کرتے ہیں

کہ ہوں مسرور ہم سب بھی ہماری عید بھی تو ہو
اے مولیٰ! آج ہم بس یہی عرضی پیش کرتے ہیں

سدرۃ المنتہیٰ۔کینیڈا

خطبہ جمعہ

سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ یکم مئی 2020ء اسلام آباد، ٹلفورڈ، (سرے) یوکے

مثالی واقفِ زندگی مکرم ذوالفقار احمد ڈامانک (Damanik) ریجنل مبلغ سلسلہ انڈونیشیا۔دعا گو، ہمدرد اور بے نفس ڈاکٹر پیر محمد نقی الدین اور وقفِ زندگی کے جذبے کے ساتھ خدمت کرنے والے مکرم غلام مصطفیٰ رضاکار کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری (یوکے) کی وفات پر مرحومین کا ذکرِ خیر

ہمیشہ اگر کچھ مانگنا ہے تو خدا تعالیٰ سے مانگے اور کبھی مطالبہ نہ کرے،یہ انتہائی ضروری خصوصیت ہے جو ہر واقف زندگی کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے

ہمارے ہر ڈاکٹر کو ہر طبیب کو صرف اپنے پیشے کی مہارت پر ہی اعتماد نہ ہو، صرف دوائیوں پر یقین نہ ہو بلکہ جہاں علاج کے دوران مریض کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئیں وہاں ان کے لیے دعا بھی ضرور کیا کریں اور اگر نفل پڑھیں تویہ تو بہت ہی اچھی بات ہے

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہدِ بیعت کو اپنی طاقتوں کے مطابق نبھانے والے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے،خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور اخلاص کا تعلق رکھنے والے،حقوق العباد کا حق ادا کرنے والے اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کی عملی صورت کو اپنی ذات سے ثابت کرنے والےیہ مرحومین تھے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیسا کہ فرمایا تھا یہ لوگ شہداء میں شامل ہیں

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

اس وقت میں چند مرحومین کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کی گزشتہ دنوں وفات ہوئی۔ ان میں سے ہر ایک مختلف پیشے سے منسلک تھا، مختلف مصروفیات تھیں، تعلیمی معیار مختلف تھے لیکن ایک چیز مشترک تھی کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہدِ بیعت کو اپنی طاقتوں کے مطابق نبھانے والے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے، خلافتِ احمدیہ سے کامل وفا اور اخلاص کا تعلق رکھنے والے، حقوق العباد کا حق ادا کرنے والے تھے۔ اور یہ بات ثابت کرنے والے تھے کہ اسلام کی جس خوبصورت تعلیم پر عمل کروانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو بھیجا ہے اس کی عملی صورت حقیقت میں ان میں پائی جاتی تھی۔

میں نے کہا کہ یہ ایک چیز مشترک تھی۔ یہ ایک نہیں بلکہ یہ بہت ساری خصوصیات ان میں مشترک تھیں۔ ان کے واقعات ، یہ باتیں، یہ چیزیں سن کر یہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ اس زمانے میں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جن کے ساتھ جُڑ کر بندے اور خدا کے درمیان حقیقی تعلق پیدا کرنے کا سلیقہ ہمیں آ سکتا ہے اور آتا ہے اور خدا تعالیٰ کے زندہ ہونے پر کامل یقین اور اس کی رضا پر راضی رہنے کے اعلیٰ معیار حاصل ہوتے ہیں۔

جن مرحومین کا ذکر میں نے کرنا ہے ان میں سے ایک ہمارے مبلغ سلسلہ ذوالفقار احمد ڈامانک صاحب، ریجنل مبلغ انڈونیشیا کے تھے جو 21 اپریل کو 42سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کی پیدائش 24 مئی 1978ء کی ہے۔ نارتھ سماٹرا میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام شہرول ڈامانک ہے۔ ان کے دادا کا نام شہنور ڈامانک تھا۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا کے ذریعے سے ہوا تھا جنہوں نے 1944ء میں مولانا زینی دہلان صاحب کے ذریعے سے بیعت کی تھی۔ مرحوم مبلغ سلسلہ ذوالفقار صاحب نے 1997ء سے 2002ء تک جامعہ احمدیہ انڈونیشیا میں تعلیم حاصل کی۔ وہاں اس زمانے میں کورس چند سالوں کا ، تھوڑا ہوتا تھا ۔ پھر اس کے بعد ان کو اٹھارہ سال مختلف جگہوں پر بطور مبلغ سلسلہ خدمت سرانجام دینے کی توفیق عطا ہوئی اور پھر یہ مختلف علاقوں میں بطور مبلغ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پسماندگان میں ان کی ایک اہلیہ مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ ہیں اور اس کے علاوہ چار بچے ہیں جاذب اور عائشہ خولہ اور خیرہ فاطمہ اور خیشرہ نصیرہ ۔ بچہ جو ہے پندرہ سال کا ہے اور چھوٹی بچی آٹھ ماہ کی ہے اور یہ تمام وقفِ نو کی سکیم میں شامل ہیں۔

وہاں کے ہمارے مبلغ معراج دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ذوالفقار صاحب بہت ہی کامیاب اور محنتی مبلغ تھے۔ جہاں بھی ان کی پوسٹنگ ہوتی وہاں تربیت، رابطہ قائم کرنے اور تبلیغ کے کاموں کو نہایت عمدگی سے سرانجام دیتے تھے۔موصوف ہر ایک کے ساتھ نرمی سے بات کرتے تھے اور سب کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتے۔ جب ملتے ہمیشہ مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملتے تھے۔ کبھی کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتے تھے بلکہ ہمیشہ دعاکرنے کی تلقین کیا کرتے تھے اوریہی وہ خاصیت ہے جو ایک واقفِ زندگی کی روح ہے اور اس میں ہونی چاہیے کہ اگر کچھ مانگنا ہے تو ہمیشہ خدا تعالیٰ سے مانگے اور کبھی مطالبہ نہ کرے اور یہ انتہائی ضروری خصوصیت ہے جو ہر واقف زندگی کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

موصوف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان مبلغین میں شامل تھے جنہیں کثیر تعداد میں بیعتیں کروانے کی سعادت ملی اور اس وجہ سے آپ کو جماعتی انتظام کے تحت 2018ء میں یہاں جلسے پر آنے کا بھی موقع ملا ۔ عملی میدان میں موصوف ہمیشہ اچھی پلاننگ کے ساتھ کام سرانجام دیتے تھے جس کی وجہ سے آپ کو ہر جگہ کامیابی نصیب ہوتی تھی۔

اسی طرح آصف معین صاحب مربی سلسلہ ان کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ نہایت صالح انسان تھے۔ مخلص اور فرمانبردار تھے۔ کچھ عرصے سے یہ بیمار تھے، علالت کے ان ایام میں بھی مرحوم جماعتی خدمات کو ترجیح دیتے تھے۔ آصف صاحب کہتے ہیں کہ جب صوبہ ریاؤ (Riao) کے ریجن میں بطور ریجنل مبلغ کام کر رہے تھے تو مجھے (آصف صاحب کو) ان کے ساتھ کام کرنے کی، ان کے ماتحت کام کرنے کی توفیق ملی۔ اور بڑی اعلیٰ قیادت کے ساتھ یہ کام کرواتے تھے۔ گورنمنٹ اور صوبے کی مختلف تنظیموں کے ساتھ مضبوط رابطے قائم کیے ہوئے تھے جس کی وجہ سے آپ کو متعدد بار مختلف یونیورسٹیوں میں لیکچر دینے کا بھی موقع ملا۔ اس کے علاوہ آپ نے صوبے میں بہت ساری lost generation کے ساتھ رابطہ کر کے انہیں جماعت کے بارے میں متعارف کروایا اور پورے صوبے میں اس طرح کی مہم جاری رکھی اور ایک لوکل جماعت سنگیگی (Senggigi)کو تقریباً بیس سال کے بعد دوبارہ قائم کرنے کی ان کو توفیق ملی۔ یہ lost generation جس کو وہاں یہ لوگ کہتے ہیں ان سے رابطہ قائم کرنے کے لیے ان کو کشتی کے ذریعے سے چھوٹے چھوٹے جزیروں میں جانا پڑتا تھا اور ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے

تک ڈیڑھ دو گھنٹے کا سفر تھا اور مریض ہونے کے باوجود ہمت کرتے اور کہتے کہ میرے اندر جب تک خدمت کی طاقت ہے میں آخری دم تک خدمت کرتا رہوں گا اور ان سفروں کے نتیجے میں چار خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی آغوش میں آئے۔

موصوف ڈائلیسز (dialysis) کی وجہ سے ہسپتال میں زیرِ علاج تھے تو اس حالت میں بھی ایک لوکل اجلاس میں شامل ہوئے۔ وہاں کے ایک خادم نے جب آپ سے پوچھا کہ آپ نے اتنی تکلیف کیوں اٹھائی تو اس پرآپ نے اسے جواب دیا کہ جب تک مجھ میں جان ہے میں جماعت کے تمام پروگراموں میں شامل ہونے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ اگرچہ میں بیمار بھی ہوں لیکن میری خواہش ہے کہ میں ہمیشہ خدمتِ دین کے کاموں میں مصروف رہوں۔ یہ ہے واقفِ زندگی کا وہ جذبہ جو ہر ایک واقفِ زندگی میں ہونا چاہیے نہ یہ کہ ذرا ذرا سی بات پر بعض لوگ جو پریشانیوں کا اظہار شروع کر دیتے ہیں وہ اظہار شروع ہو جائے۔

اسی طرح مظفر احمد صاحب وہاں کے مربی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ مجھے ان کے ساتھ جامعہ میں پڑھنے کا موقع ملا اور آخری بار قادیان میں ان سے ملاقات ہوئی تھی یعنی کہ قادیان ان کے ساتھ گئے تھے۔ شاید اس سال گئے تھے۔ قادیان جانے سے پہلے جب مرحوم بہت زیادہ بیمار تھے تو یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اتنی عمر دے کہ میں قادیان جا سکوں۔ آپ کہتے تھے کہ بیت اللہ میں عمرہ بھی کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے دی اور خلیفۂ وقت سے ملاقات کا بھی موقع مل گیا۔ اب قادیان کی زیارت کی حسرت باقی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش بھی پوری فرمائی اورقادیان کی زیارت انہیں نصیب ہوئی۔ اس سال جلسہ تو نہیں ہوا لیکن اس سے روکنے سے پہلے یہ لوگ وہاں پہنچ چکے تھے۔ اس طرح ان کو وہاں آزادی سے عبادت کا بھی موقع ملا۔ یہ مربی صاحب لکھتے ہیں قادیان میں سخت موسم اور شدید سردی کی وجہ سے موصوف کی طبیعت بہت زیادہ خراب بھی ہوئی جس کی وجہ سے انہیں جلد انڈونیشیا واپس جانا پڑا لیکن اس نازک صورتِ حال میں بھی آپ کا نیک ارادہ پورا ہو گیا۔چنانچہ موصوف کو بیت الدعا اور مسجد مبارک میں نماز پڑھنے اور دعا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ پھر کہتے ہیں کہ میں ان کو وہیل چیئر پر بٹھا کر بہشتی مقبرے کی زیارت کے لیے بھی لے گیا۔ وہاں انہوں نے دعا بھی کی۔ موصوف بہت ہی محنتی مبلغ تھے۔ شدت بیماری کے باوجود آپ نے کبھی ہمت نہیں ہاری اور جو بھی جماعتی کام آپ کے سپرد ہوتا بخوبی اسے سرانجام دیتے۔ اسی طرح ساجد صاحب ایک اور مربی ہیں وہ لکھتے ہیں باوجود سینیئر ہونے کے آپ تبلیغی معاملات میں جونیئرز کی بھی رائے لینے میں کبھی جھجکتے نہیں تھے۔ طبیعت میں بہت عاجزی اور انکساری تھی۔ مرحوم بہت ہی پختہ ارادے والے تھے۔ موصوف گذشتہ سال بیمار ہو گئے لیکن ٹھیک ہوتے ہی لمبا سفر کر کے خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں حاضر ہوئے۔

باسوکی صاحب ہیں وہ لکھتے ہیں کہ یہ مبلغ انچارج بھی تھے۔ آخری تین سال جب خاکسار کی تعیناتی مشن ہاؤس آفس میں ہوئی اور تبلیغی پروگراموں کے حوالے سے میدانِ عمل میں کام کرنے والے مبلغین سے رابطہ ہوا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ تبلیغی پروگرام تشکیل دینے میں مرحوم بہت عمدگی سے کام کرتے تھے۔ تبلیغی پروگراموں کو کامیاب بنانے کے لیے داعیان اور لوکل مبلغین کے انتظامات خوش اسلوبی اور مہارت سے سرانجام دیتے اور خاکسار سے ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ بیعت کی تعداد اَپ ڈیٹ کرتے رہنا چاہیے تاکہ ریجن میں کام کرنے والے داعیان کی حوصلہ افزائی ہوتی رہے اور یہی طریقہ ہے کہ بیعتوں کی تعداد کو دیکھا جائے، داعیان کو بھی بتایا جائے اور ان سے پوچھا جاتا رہے۔ اسی طرح پھر داعیان بھی ایکٹو رہتے ہیں اور باقی نظام میں بھی ان نومبائعین کو سمویا جا سکتا ہے۔

سرمد صاحب مربی ہیں وہ کہتے ہیں کہ تبلیغی امور کو سرانجام دینے کا وہ ایک خاص جذبہ رکھتے تھے۔ جب ہم شمالی سماٹرا ریجن میں بونٹو پانے سے لے کر سٹیٹ کے سرحدی علاقے سوسا تک تبلیغ کے نئے راستے کھولنے کی مہم تیار کر رہے تھے تو آپ نے بڑی ہمت اور امید سے مختلف پروگرام اور منصوبے تیار کیے اور اللہ کے فضل سے یہ مہم کافی دیر تک جاری رہی اور بعد میں فنڈز کی کچھ کمی کی وجہ سے اس میں کوئی روک بھی پیدا ہوئی لیکن ان کی اس مہم کے نتائج نکلے اور وہاں اکثر نومبائعین اسی علاقے سے آئے۔ آپ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ کبھی مایوس نہیں ہونا کیونکہ ہمارا کام تو تبلیغ کرنا اور بیج لگانا ہے۔ ہو سکتا ہے کٹائی یا اس کا پھل کسی اور کے حصہ میں آئے۔ بہرحال بڑے پختہ ارادے والے اور وفا کے ساتھ اپنا وقف نبھانے والے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ انہوں نے اپنے عہدِ بیعت کو بھی نبھایا اور وقف کے عہد کو بھی خوبصورتی کے ساتھ نبھایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا رہے۔ ان کی اہلیہ اور ان کے بچوں کو اپنی حفاظت میں رکھے اور خود ہی ان کا کفیل بھی ہو۔

دوسرے مرحوم جن کا میں نے ذکر کرنا ہے وہ اسلام آباد پاکستان کے ڈاکٹر پیر محمد نقی الدین صاحب ہیں جو 18 اپریل کو وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وفات سے کوئی ہفتہ عشرہ قبل ان کو یہ جوکورونا وائرس پھیلا ہے اس کی علامات ظاہر ہونا شروع ہوئیں۔ اس پر ان کو ہسپتال داخل کرایا گیا۔ پہلے تو ان کی طبیعت سٹیبل (stable)ہونے لگی تھی مگر پھر 18 اپریل کو طبیعت خراب ہوئی اور آئی سی یو میں شفٹ کر دیا گیا جہاں تقریباً شام کو یہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ مرحوم کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ سب شادی شدہ ہیں اور اپنے اپنے گھروں میں آباد ہیں۔ پیر محمد نقی الدین صاحب مرحوم کے ددھیال اور ننھیال سب صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ سے ملتا ہے ۔ آپ کے دادا حضرت پیر مظہرالحق صاحبؓ اور نانا حضرت ماسٹر نذیر حسین صاحبؓ دونوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اکابر صحابہ میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ حضرت پیر مظہر الحق صاحبؓ کو قادیان میں مدرسہ احمدیہ میں حضرت مصلح موعودؓ کا کلاس فیلو ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ لدھیانے سے بچپن میں ہجرت کر کے یہ قادیان آئے اور تقریباً چھ ماہ تک یہ پیر مظہر الحق صاحبؓ وغیرہ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں رہنے کا بھی اعزاز نصیب ہوا۔ محترم ڈاکٹر صاحب کی والدہ حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کی پوتی تھیں۔ ڈاکٹر پیر محمد نقی الدین صاحب 1947ء میں تقسیم ہند کے وقت تقریباً ایک سال کی عمر کے تھے یعنی تقریباً 1946ء کی ان کی پیدائش ہے۔ اس طرح تقریباً 74 سال ان کی عمر ہوئی۔ آپ خاندان کے ہمراہ قادیان سے ہجرت کر کے پہلے لاہور آئے۔ پھر میلسی ضلع وہاڑی میں آباد ہوئے۔ 1970ء میں نشتر میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کیا۔ 76-1975ء میں اسلام آباد شفٹ ہوئے۔ پھریہاں کے سرکاری ہسپتال پولی کلینک میں جاب ملی۔ کافی عرصہ یہاں خدمات بجا لانے کے بعد ملازمت چھوڑ کر ایران چلے گئے۔ دو تین سال تک وہاں کام کیا پھر واپس پاکستان آئے۔ یہاں اسلام آباد میں اپنا کلینک کھولا اور گذشتہ پچیس تیس سال سے اپنا کلینک چلا رہے تھے۔ اللہ کے فضل سے بڑا کامیاب تھا۔ غریبوں کی بڑی خدمت کرتے تھے۔

ڈاکٹر عبدالباری صاحب امیر جماعت اسلام آباد لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر پیر محمد نقی الدین صاحب گذشتہ بارہ سال سے زائد عرصہ سے جماعت احمدیہ اسلام آباد میں قاضی کے منصب پر خدمت بجا لا رہے تھے۔ آپ کے فیصلے ہمیشہ قرآن و سنت کی روشنی میں ہوا کرتے تھے جو فریقین کے لیے نہایت تسلی کا باعث ہوتا تھا۔ انتہائی خوش اخلاق، ملنسار، پیار کرنے والے، شفیق، غریب پرور اور ہردلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ ہر ایک سے مسکراتے چہرے سے ملتے۔ پیشے کے لحاظ سے ڈاکٹر تھے۔ اس لیے دن رات مخلوقِ خدا کی خدمت میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ جماعت کے غرباء اور نادار مریضوں کے لیے آپ کا کلینک ہمیشہ کھلا رہتا اور آپ اکثر بلامعاوضہ سب کو فیضیاب فرماتے۔ صرف جماعت کے ہی نہیں باقی غیروں کے لیے بھی ان کا دل اور کلینک ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ نافع الناس وجود تھے۔ آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا اور اس میں غیر از جماعت لوگوں کی بھاری تعداد شامل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوتِ بیان بھی ودیعت فرمائی تھی۔ چنانچہ غیراز جماعت دوستوں کو پیغامِ حق پہنچانے کا کوئی موقع ضائع نہیں جانے دیتے تھے ۔ ان حالات میں بھی اللہ کے فضل سے پیغام پہنچاتے تھے۔

یہ کہتے ہیں ڈاکٹر صاحب نے ان کو بتایا کہ جب 1970ء میں میں نے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کیا تو میں اپنے دادا حضرت پیر مظہر الحق صاحب کے پاس ربوہ گیا اور انہیں یہ خوشخبری سنائی کہ میں اپنے خاندان میں ڈاکٹر بننے والا پہلا نوجوان تھا۔ میرے دادا بڑے خوش ہوئے اور مجھے دیگر نصائح کرنے کے علاوہ یہ بھی نصیحت کی کہ اپنے مریضوں کو دوا دینے کے علاوہ ان کے لیے دعا بھی کرنا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ جو طبیب اپنے بیماروں کے لیے دعا نہیں کرتا اور صرف اپنے علاج پر بھروسہ کرتا ہے وہ دراصل شرک کا مرتکب ہوتا ہے۔ ڈاکٹر نقی الدین صاحب فرماتے تھے کہ مجھے ڈاکٹری کا پیشہ اختیار کیے پچاس سال ہوئے ہیں‌اور میں پچاس سال سے اپنے دادا کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اپنے زیر علاج مریضوں کے لیے نہ صرف یہ کہ سستا علاج کرتا ہوں، ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتا ہوں بلکہ بلاناغہ ہر روز دو نفل نماز پڑھتا ہوں۔ دو نفل ادا کرتا ہوں اور ان کے لیے دعا بھی کرتا ہوں۔ یہ ہے وہ طریق جو ہمارے ہر ڈاکٹر کو، ہر طبیب کو اپنانا چاہیے۔ صرف اپنے پیشے کی مہارت پر ہی اعتماد نہ رکھیں، صرف دوائیوں پر یقین نہ ہو بلکہ جہاں علاج کے دوران مریض کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئیں وہاں ان کے لیے دعا بھی ضرور کیا کریں اور اگر نفل پڑھیں‌تو یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے۔

ان کی اہلیہ عظمیٰ نقی صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر انتہائی مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ تبلیغ دِین کا جنون کی حد تک شوق تھا اور آپ نے اپنی زندگی میں کئی بیعتیں بھی کروائیں اور بہت سوں کواحمدیت کی صداقت کے متعلق قائل بھی کیا۔ بہت سے لوگ ہیں جو خوف کی وجہ سے یا کسی وجہ سے احمدیت تو قبول نہیں کرتے لیکن ان کو کم از کم احمدیت کی صداقت کا قائل کر لیااور ان کو چپ کرا دیا۔ اس کے بعد پھر ان سے تعلقات بھی اچھے ہوئے۔ پھر کہتی ہیں ، انہوں نے بھی یہی لکھا ہے کہ اس محبت کے پیشِ نظر جو ان کو مریضوں سے تھی، مریضوں کے لیے دو نفل ہمیشہ پڑھتے تھے۔ پھر کہتی ہیں کہ مریضوں کی اس محبت کے پیش نظر وبا کے دنوں میں بھی کلینک جاتے کہ میرے مریض پریشان نہ ہوں۔ بخار ہونے پر چھٹی کی۔ پھر لکھتی ہیں یہ جو خصوصیات تھیں۔ مریضوں کو چیک کرنا اور ان کا خیال رکھنا اور ان کے لیے دعائیں کرنا ان اوصاف کے ساتھ ایک انتہائی فرمانبردار بیٹے تھے، مثالی شوہر تھے، شفیق اور محبت کرنے والے باپ تھے اور بہن بھائیوں‌اور دوستوں کا بہت خیال رکھنے والے نافع الناس وجود تھے۔ زندہ خدا سے بہت گہرا تعلق تھا۔ بے حد دعا گو تھے اور زندہ و

قائم خدا ان کی دعاؤں کا جواب بھی دیتا تھا۔ کہتی ہیں ہماری ایک بیٹی کے ہاں شادی کے چند سال بعد تک اولاد نہیں ہوئی۔ اس کے لیے بہت دعا کرتے تھے تو ایک رات ہم اس بیٹی کے گھر رہے۔ صبح واش روم سے جب یہ تہجد کے وقت وضو کر کے یا شاید نماز کے وقت نکلے ہیں تو تھوڑا سا جھکے۔ پوچھنے پر بتایا کہ یہاں بیڈ کے ساتھ ایک بچہ تھا یعنی کشفی رنگ میں انہوں نے اور دوسری روایت میں بھی ہے کہ کشفی رنگ میں ایک بچہ دیکھا اور وہ بیڈ پر تھا۔ کہتے تھے مجھے لگا کہ وہ بچہ گرنے لگا تھا۔اس لیے وہ ایک دم اس کو پکڑنے کے لیے جھکے تھے۔ اس واقعے کے کچھ عرصے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور ان کی اس بیٹی کو بیٹے سے نوازا جبکہ ڈاکٹر زیادہ امید نہیں رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس بچے کو بھی نیک اور خادمِ دین بنائے۔

ارشد اعجاز صاحب ان کے بھانجے ہیں، داماد ہیں کہتے ہیں کہ مرحوم میرے رشتے میں سب سے بڑے ماموں تھے۔ اس لیے جب سے ہوش سنبھالا ان کے متعلق بہت کچھ سنا اور دیکھا۔ بہت دعا گو، غریب کے ہمدرد، بے نفس، انتہائی نفیس اور مشکل سے مشکل وقت میں بھی خدا اور رسول کے احکامات کو سامنے رکھتے۔ کوئی بھی مشورہ گھریلو، جماعتی یا دنیوی طور پر لینا ہوتا تو وہ کہتے ہیں بلا جھجک سب سے پہلے ہمارے ذہن میں یہی آتا کہ ماموں کے پاس جایا جائے، ان سے مشورہ لیا جائے۔ اپنے ماموں ڈاکٹر صاحب کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کا ایک اور کشف جو شاید کسی اور کو بھی معلوم ہو وہ ایم ٹی اے سے متعلق ہے۔ کہتے ہیں غالباً 2010ء کا واقعہ ہے جبکہ ابھی موبائل فون عموماً اور آج کل کی شکل کے ٹچ موبائل پاکستان میں کم ازکم عام نہ تھے ۔کہتے ہیں میں ماموں کے پاس بیٹھا تھا۔ ان کی باتیں سن رہا تھا تو بتانے لگے کہ کچھ عرصہ قبل میں نے دیکھا کہ اعلان ہوتا ہے۔ جیسے اذان ہوئی ہو اور کچھ لوگ اپنی جیب سے کچھ نکال کر اپنے کانوں کو لگا لیتے ہیں۔ معلوم کرنے پر پتا لگتا ہے کہ خلیفۃ المسیح کے خطبے کا وقت ہے اور تمام لوگ لائیو خطبہ سن رہے ہیں۔ اس بات کو کہتے ہیں کہ آج ہم ہر ہفتہ پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔

پھر لکھتے ہیں کہ حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کے خاندان سے تعلق کو نہ صرف اپنے لیے باعث عزت گردانتے تھے بلکہ باقی خاندان کے افراد کو بھی تلقین کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق ہونا چاہیے۔ صرف کسی بزرگ کے خاندان کا ہونا تو کوئی کمال نہیں ہے اس لیے اصل چیز یہ ہے کہ تمہارا اپنا تعلق ہو۔ ہر وقت دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا بلکہ جنون کی حد تک شوق تھا۔ انہوں نے بھی یہی لکھا ہے اور یہ بہت سارے لوگوں نے بھی لکھا ہے سارے بیان بھی نہیں ہو سکتے۔ یہی لکھا ہے کہ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا اور بڑے احسن رنگ میں قرآن کریم سے دلیلیں دے کر دعوت الی اللہ کیا کرتے تھے۔

جلسہ سالانہ پر غیر از جماعت احباب کو خصوصاً گھر پر مدعو کرتے تھے اور پھر پُرتکلف کھانوں سے ان کی تواضع بھی کرتے۔ جلسہ ان کو سنواتے اور یوں تبلیغ کا سلسلہ بھی کھل جاتا۔ یہ کہتے ہیں جب کورونا وبا آئی تو ماموں نے کلینک جانا بند نہیں کیا۔ میں نے بڑی دفعہ فون کر کے انہیں بتایا اور سمجھانے کی کوشش کی کہ کلینک نہ جائیں تو یہی کہتے تھے کہ اگر ڈاکٹر گھر بیٹھ جائیں تو مریض کیا کریں اور پھر دلیلیں بھی دیتے تھے جس پر میں لاجواب ہو جاتا تھا اور بہت بیماری کی حالت میں بھی کلینک جاتے تھے اور ہمیشہ یہی کہا کرتے تھے کہ ہم تو خدمت کے لیے یہاں آتے ہیں۔ ایک ڈیوٹی ہے جو دے رہے ہیں۔کلینک کا مقصد صرف پیسہ کمانا نہیں ہے ۔

ان کی بیٹی نورین عائشہ نورالدین کہتی ہیں کہ میرے والد صاحب ایک نہایت شفیق اور مہربان اور دعا گو باپ تھے۔ ہر معاملے میں ہمیشہ دعا کرنے اور اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق قائم کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ کہتی ہیں کہ کسی بھی حوالے سے جب ہم دعا کے لیے کہتے تو یہی کہتے کہ خود بھی دعا کرو میں بھی کرتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ سے رہ نمائی لے کے ہمیں بتاتے کہ مجھے ایسی خواب آئی ہے یا اس طرح اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ پیشے کے لحاظ سے ہزاروں کی مسیحائی کرتے، ہزاروں کا مفت علاج اور کفالت کرتے۔ مریضوں سے اتنی کم فیس لیتے کہ زیادہ تر غریب ہی آپ کے مریض تھے۔ پھر لکھتی ہیں کہ میرے والد تو چلتا پھرتا قرآن تھے۔ کسی بھی معاملے کے متعلق قرآن سے رہ نمائی چاہنی ہو تو پہلے زبانی آیت پڑھتے پھر ترجمہ بیان کرتے اور سمجھاتے۔ پھر خلافت سے اس قدر محبت تھی کہ جیسے ہی ایم ٹی اے پر ایک گھنٹے کا خطبہ آنا شروع ہوا تو فوری طور پہ گھر پر ڈش کا انتظام کیا تاکہ ایم ٹی اے دیکھنے کے لیے لوگ ہمارے گھر آئیں اور خلافت سے اس محبت کی وجہ سے جلسہ سالانہ کے موقع پر جو اختتامی خطاب ہوتا ہے وہ بھی کئی غیر احمدیوں کو بلا کر سنواتے۔ ساری بیعت کی کارروائی دکھاتے۔ جلسے کی کارروائی دکھانے کے ساتھ ساتھ کھانے کا بھی اچھا انتظام ہوتا اور کہتے کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں۔

پھر ان کی بیٹی وردہ کہتی ہیں کہ بچپن سے ہی ہمیں نماز، قرآن، روزے رکھنے، وقت پر چندے ادا کرنے اور صدقہ و خیرات کرنے کی عادت ڈالی۔ ہم بہن بھائیوں کی شادی کرتے وقت صرف اور صرف دین دیکھا۔ کبھی دنیاوی چیزوں کی پروا نہیں کی اور ہم سب کو بچپن سے ہی یہ بات بھی سکھائی کہ ہر خواہش فوراً پوری نہیں ہوتی۔ اس لیے ہمیشہ صبر اور دعا سے کام لینا پڑتا ہے۔

عبدالقدوس صاحب ان کے داماد ہیں کہتے ہیں کہ خاکسار کے ساتھ سسر کا تعلق ایک باپ کا سا تھا اور کہتے ہیں کہ مجھے ہمیشہ اس لیے ان سے ملنے کا اشتیاق رہتا کہ کوئی نئی بات، کسی آیت کی تشریح یا کوئی اختلافی مسئلہ ایک نئے پہلو سے سیکھنے کو ملے گا۔ کہتے ہیں کہ میں شادی کے شروع دنوں میں سسرال میں بے تکلف نہیں تھا، ہچکچاتا تھا۔ انہوں نے اپنی ایسی اپنائیت دکھائی کہ ہچکچاہٹ دور ہو گئی۔ پھر لکھتے ہیں کہ انہیں دنیاوی معاملات میں، سیاست میں یا کسی فیشن اور زمانے کے رجحان میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ عبادات، قرآن، دینی علوم اور اخلاقیات ہی محض ان کے پسندیدہ موضوعات ہوتے تھے۔ بدعات کے خلاف ایک ایسی چٹان تھے جس کو کوئی ہلا نہیں سکتا تھا۔ شادی وغیرہ کے موقع پر انہوں نے بدرسومات کو سختی سے روکا۔ اگر بچیاں کوئی گیت گا لیتی تھیں جس سے کسی کو شرک کا شائبہ ہی ہوتا تو فوراً اسے روکتے اور بڑی سختی سے روکتے۔

اسی طرح ان کی بیٹی قرۃ العین ہادیہ کہتی ہیں کہ انہوں نے مجھے نصیحت کی کہ کبھی کسی کے خلاف دل میں بات نہ رکھنا۔ اپنے سسرال والوں کو اپنا سمجھنا۔ کسی کو اپنی زبان سے یا عمل سے تکلیف نہ دینا۔ اور پھر انہوں نے یہ بھی بیٹی کو کہا کہ اپنے کسی اچھے کے ساتھ اچھا ہونا تو کوئی کمال کی بات نہیں ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ برے کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو اور یہ وہ تعلیم ہے جو اسلام کی تعلیم ہے اور جس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اس زمانے میں بتایا کہ یہی چیز ہے، یہی وہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو آج کل دوسروں کو تمہاری طرف کھینچنے کے لیے متوجہ کریں گے۔ تمہاری طرف متوجہ کریں گے اور کھینچیں گے۔ پھر کہتی ہیں انہوں نے کہا کہ فساد قتل سے بڑا گناہ ہے اس لیے فساد کو روکنے کے لیے سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو۔ یہ بھی وہ اعلیٰ نصیحت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں فرمائی اور یہی وہ نصیحت ہے جو والدین اگر بچوں کو کرتے رہیں تو ایک حسین معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔

آپ کے بیٹے پیر محی الدین صاحب کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ہمارے گھر کے لاؤنج میں بیٹھے درس دے رہے ہیں۔ میں بھی وہیں بیٹھا ہوا ہوں اور مجھ سے مخاطب ہو کر انہوں نے فرمایا کہ یہ گھر نہیں دَر ہے۔ اس سے تمہیں فیض ملتا ہے۔ اس دَر کو کبھی نہ چھوڑنا اور مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہارا باپ ولی اللہ ہے۔ اور پھر کہا یقین رکھو تمہارا باپ ولی اللہ ہے۔

غریبوں کا بہت درد رکھتے تھے۔ بہت سارے خاندانوں کا ماہانہ راشن اور بچوں کی تعلیم، ادویات اور علاج کی ذمے داری لے رکھی تھی۔ روزانہ پچاس فیصد سے زیادہ مریضوں کو مفت دیکھتے تھے۔

اسی طرح ان کے داماد عبدالصمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ قرآن کریم سے بے انتہا محبت تھی اور جب کوئی حوالہ دینا ہوتا تو آیت ضرور پڑھتے۔ پھر اس کا ترجمہ پیش کرتے۔ غیر احمدیوں سے باتوں میں جب کوئی کہتا کہ مرزا غلام احمدؑ کا کوئی نشان یا معجزہ دکھاؤ تو کہتے تھے کہ میں معجزہ ہوں۔ آپ ایک مکمل احمدی تھے۔ جو امید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی جماعت سے تھی اس کے وہ صحیح مصداق تھے۔ ان کی شخصیت میں یہ بات موجود تھی کہ جو ان سے ملتا تھا اس کی طبیعت میں نیکی کا رجحان پیدا ہو جاتا تھا۔ یہی ایک نیک آدمی کی خاصیت ہے کہ اس کے ساتھ بیٹھنے والے بھی نیک ہوتے ہیں اور پھر یہی نہیں ہے کہ بعض دلائل سے کہہ دیا کہ میں نشان ہوں۔ بلکہ جب غیراحمدی بعض دفعہ مذاق سمجھتے کہ یہ مذاق کر رہے ہیں تو کہتے کہ مذاق نہیں کر رہا بلکہ حقیقت ہے اور دلائل سے دوسروں کو قائل کرتے تھے کہ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے اور بہت سارے احمدی جو صحیح تعلیم پر عمل کر رہے ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زندہ نشان اور معجزہ ہیں۔ پس یہ ہے وہ معیار جو ہر احمدی کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے کہ بجائے پرانے نشانوں کو تلاش کرنے کے خود ایک نشان بنیں۔

اسی طرح عبدالرؤوف صاحب اسلام آباد کے نائب امیر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کئی لوگوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہم تو کسی اَور ڈاکٹر کو جانتے ہی نہیں۔ اب ہم کیا کریں گے۔ کئی جماعت کے ایسے غریب دوست ہیں جن کو کبھی علاج کا مسئلہ نہیں ہوا۔ بغیر سوچے سمجھے وہ ڈاکٹر نقی صاحب کے کلینک پہنچ جاتے تھے، وہاں سے علاج کرواتے تھے۔ بہت سے غیر احمدی دوستوں نے بھی اظہار کیا ہے کہ وہ ہمارے گھر کے بڑے تھے۔ ہم ان سے مشورہ کیے بغیر کبھی کچھ کرتے ہی نہیں تھے۔ صرف احمدی ہی نہیں غیر احمدی بھی ان سے مشورہ کرتے تھے۔ بعض غیر احمدی، غیرازجماعت فیملیز جو ہیں ان کے گھریلو جھگڑے اور معاملات بھی ڈاکٹر صاحب حل کرتے کیونکہ جس جگہ ان کا کلینک ہے وہاں تقریباًچالیس سال سے زائد عرصے سے ان کا کلینک قائم ہے اور پہلے باپ آتا تھا پھر اس کے بچے آنا شروع ہو گئے ۔ کہتے ہیں ڈاکٹر صاحب نے کئی لوگوں کے واقعات مجھے سنائے۔ بعض غیراحمدی اپنے بچوں کو نصیحت کر کے فوت ہوتے تھے کہ اپنے کسی اختلاف یا جھگڑے کے وقت ڈاکٹر نقی سے مشورہ ضرور کرنا۔

پھر یہ لکھتے ہیں کہ گزشتہ سال 2019ء میں جون کے آخری جمعہ کو ڈاکٹر صاحب جمعہ کی نماز کے بعد میرے دفتر میں آئے اور دروازہ بند کر کے کہنے لگے کہ تمہیں ایک بات سنانی ہے اور یہ صرف میری بیوی کو معلوم ہے۔ کہتے ہیں چار دن پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ میدانِ جنگ ہے جہاں لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ وہاں کھڑا ہوں کہ میں ان شہید ہونے والوں میں کیوں شمار نہیں ہوا

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز آتی ہے کہ جس کو پانچ زخم لگیں گے وہ شہید ہو گا۔ کہتے ہیں میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اونچی جگہ پہ ایک فوجی کمانڈر کی طرح کھڑے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اپنے زخم گننے شروع کیے۔ تین زخم بہت گہرے تھے اور ایک ٹانگ پر بہت ہلکی خراشیں تھیں۔ میں نے بہت زیادہ استغفار کرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی اور میں سوچ رہا تھا کہ اس کا کیا مطلب ہو گا۔ کہتے ہیں میرے دل میں بہت زور سے چندے کا خیال ڈالا گیا اس کا حساب کرنا چاہیے۔ کہتے ہیں کہ میرے سے سستی ہوئی۔ اگلے دن صبح کی نماز کے لیے جب میں اٹھا تو میرے دل میں بہت سختی سے خیال آیا کہ میں نے ابھی تک حساب نہیں کیا۔ کہتے ہیں میں نے جا کر صبح اپنا حساب کیا تو واقعی کچھ رقم حساب کے بغیر تھی۔ کہتے ہیں آج انہوں نے دس لاکھ کا چیک سیکرٹری صاحب مال کو دے دیا اور کہتے ہیں کہ میں اس دن سے بہت استغفار کر رہا ہوں۔

عزیزالرحمٰن صاحب، مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ کے بیٹے ان کے بھانجے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بارہا ان سے ان کے بچپن اور زندگی بھر کے واقعات سنے۔ انتہائی نامساعد حالات میں خدا کے فضل اور والدین کی دعاؤں کے ساتھ ڈاکٹر بنے۔ بتایا کرتے تھے کہ انہوں نے ایسا وقت بھی دیکھا ہے کہ کام کرنے کے لیے کاغذ خریدنے کے لیے رقم نہیں ہوتی تھی تو استعمال شدہ لفافے جمع کر کے ان کو کھول کر ان پر نوٹس وغیرہ بنایا کرتے تھے۔ اسی طرح گاؤں میں جب سکول میں پڑھتے تھے تو حساب کا ٹیچر نہیں تھا تو دوسرے گاؤں میں جا کے وہاں کے حساب کے استاد سے حساب سیکھتے تھے۔ پھر اپنے گاؤں میں آ کے اپنے بچوں کو، اپنی کلاس کے لڑکوں کوپڑھایا کرتے تھے۔

پابندیٔ نماز کی عادت کا واقعہ انہوں نے بیان کیا کہ جب چھوٹے تھے تو ایک روز یہ اور ان کی ہمشیرہ کھیلتے کھیلتے عشاء کی نماز ادا کیے بغیر سو گئے۔ کس طرح ان کو پابندی نماز کی عادت پڑی اس کا یہ واقعہ دلچسپ ہے۔ کہتے ہیں جب والدہ نے پوچھا کہ نماز پڑھ لی ہے۔ بچے تھے سو گئے تھے۔ تو انہوں نے سوئے سوئے کہہ دیا کہ ہاں پڑھ لی ہے۔ کہتے ہیں کہ آدھی رات کو والدہ نے آ کر اٹھایا اور وہ ڈاکٹرصاحب کی والدہ رو رہی تھیں کہ تم نے مجھ سے نماز کے بارے میں جھوٹ بولا ہے کہ تم نے پڑھ لی ہے۔ خدا تعالیٰ نے کشفاً بتا دیا تھا کہ نماز نہیں پڑھی۔ کہتے ہیں اس دن کے بعد سے پھر ہم نے کبھی نماز نہیں چھوڑی۔ تو یہ تھا اور یہ احمدی ماؤں کا مقام ہونا بھی چاہیے۔ بچوں کی تربیت کی، نمازوں کی فکر تھی اور اس کے لیے دعا کرتی تھیں اور جب دردِ دل سے دعا کی تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو نظارہ بھی دکھا دیا کہ اچھا تو پھر صحیح صورت یہ ہے کہ تمہارے بچوں نے نماز نہیں پڑھی ان کو اٹھاؤ اور پھر روتے ہوئے انہوں نے اپنے بچوں کو جگایا۔ جس کا اتنا اثر ہوا کہ کہتے ہیں پھر ساری زندگی ہم نے کبھی نمازنہیں چھوڑی۔ اکثر باتوں کا حوالہ قرآن کریم ہی سے پیش کیا کرتے تھے۔ کہاکرتے تھے کہ اگر خدا سے زندہ تعلق پیدا نہ ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا نہیں ہوتا کیونکہ حضور علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ہی خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کرنا تھا۔

اسی طرح ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب ان کے بھانجے ہیں یہ کہتے ہیں قرآن کریم پر تدبر کرتے رہتے اور قرآن کریم کا گہرا علم رکھتے تھے۔ اکثر لمبی لمبی آیات زبانی یاد تھیں۔ پاکستان کے آج کل کے حالات کے باوجود کٹر مخالفین کو گھر پہ دعوت دے کر جلسہ سالانہ کی کارروائی اور خطبات سنواتے تھے۔ آپ کی تبلیغ سے اکثر لوگ متاثر ہوتے اور اللہ کے فضل سے کئی بیعتیں بھی آپ کے ذریعے سے ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

اگلا ذکر جو ہے وہ مکرم غلام مصطفیٰ صاحب کا ہے جو یہاں لندن میں رہتے تھے۔ پھر یہاں ٹلفورڈ میں آ گئے۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے یہاں یوکے میں رضاکار کارکن تھے۔ ان کی 25 اپریل کو 69سال کی عمر میں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

1983ء میں خلافتِ رابعہ کے دَور میں انہوں نے بیعت کی تھی اور 1986ء میں یہ لندن آئے اور مسجد میں ٹھہرے تو آتے ہی وقف کی درخواست کی۔ کیونکہ تعلیم ان کی بہت معمولی تھی۔ اس وجہ سے شاید وقف تو منظور نہیں ہوا لیکن ایک واقفِ زندگی کی طرح یہ پہلے تو کچن میں اور پھر دفتر میں کام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ان کا کاروبار بھی وسیع کر دیا۔ خالی ہاتھ آئے تھے لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت ڈالی کہ کچھ پراپرٹی خریدنے کی توفیق ملی۔ پھراس سے آگے پراپرٹی بنانے کی توفیق ملی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی جس کو انہوں نے غریبوں پر بھی خرچ کیا، جماعت پر بھی خرچ کیا لیکن میں کہہ رہا تھا کہ یہ وقفِ زندگی کی حیثیت سے اس طرح رہے۔ پہلے خلافتِ رابعہ میں بھی ان کا یہی طریقہ ہو گا میرے وقت میں بھی یہ رہا کہ جب بھی دفتر سے کاروباری سلسلے میں اگر کہیں جاتے تھے، دوسرے ملک جانا ہوتا تھا یا ویسے لمبی چھٹی کرنی ہوتی۔ کچھ عرصہ دفتر نہ آنا ہوتا تھا تو باقاعدہ رخصت لیتے تھے کہ مجھے رخصت چاہیے کیونکہ میں فلاں جگہ جا رہا ہوں اور ایک واقف زندگی کی طرح انہوں نے کام کیا اور کہا کرتے تھے کہ وقف تو نہیں لیکن میں اپنے آپ کو واقف زندگی سمجھتا ہوں۔ بہرحال بڑی وفا کے ساتھ انہوں نے اپنے سے جو یہ ایک عہد کیا تھا اور اللہ سے جو وقف زندگی کا عہد کیا تھا اس کوانہوں نے پورا کیا چاہے باقاعدہ وقف میں تھے یانہیں تھے۔

مسجد میں رہائش کے وقت ان کو کسی نے شروع میں ہوٹل میں جاب کرنے کے لیے بھیجا۔ وہاں ان کو ویٹر کے طور پر کام ملا۔ ان کو یہ ملازمت اچھی نہیں لگی۔ چنانچہ اگلے دن وہ کام چھوڑ کے آ گئے اور کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ جب مجھے بغیر کسی کام کے پیسے بھی مل رہے ہیں تو اس کام سے بہتر ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر کے برتن دھو لوں اور پھر ولی شاہ صاحب کے ساتھ مسجد فضل کے کچن میں کام شروع کر دیا۔ پھر حفاظتِ خاص میں بھی کچھ عرصہ ڈیوٹیاں دیتے رہے۔ 1993ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے پی ایس آفس میں انہیں ڈیوٹی دی اور اس وقت سے لے کر اب تک جیسا کہ میں نے کہا بڑی خوش اسلوبی سے یہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔

ان کی اہلیہ محمودہ مصطفیٰ صاحبہ لکھتی ہیں کہ میرا اور مصطفیٰ صاحب کا تقریباً چونتیس سال ساتھ رہا ہے اور میں ان سالوں کی گواہی دے سکتی ہوں کہ ان کا ہر قدم خدا تعالیٰ کے لیے ہوتا تھا۔ بے شماراوصاف کے مالک تھے۔ ایک مخلص شوہر، باپ، بھائی اور دوست تھے۔ اپنے رشتوں کو نبھانے والے، بہت دور اندیش، ہر ایک کے کام آنے والے، بے لوث خدمت کرنے والے، بہادر اور نڈر انسان تھے۔ خلافت پر مر مٹنے والے وجود تھے۔ کہتے تھے کہ جب میں نے پاکستان میں بیعت کی تو اپنے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ میں نے ہمیشہ خلافت کے نزدیک رہنا ہے۔ اس وقت ان کے پاس کوئی وسائل نہیں تھے لیکن انہوں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ وعدہ پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سامان بھی میا فرما دیے۔ مالی قربانی کا بہت شوق تھا۔ کہتی ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ میرا بیٹا پیدا ہوا تو میں نے ان سے کہا کہ میں نے سوچا ہے کہ میں اپنا آدھا زیور جماعت کو دے دوں تو فوراً جواب دیا کہ آدھا کیوں دیتی ہو پورا دو۔ کہتی ہیں شروع کی بات ہے کہ افریقہ کے لیے مساجد بنانے کی تحریک ہوئی تو اس وقت اپنے پاس گھر بھی نہیں تھا لیکن جو بھی پیسے جمع ہوتے تھے وہ مساجد کے چندے میں دے دیتے تھے اور اپنی ذات پر وہ کنجوسی کی حد تک خرچ کرتے تھے لیکن دوسروں پر خرچ کرنے سے پہلے کبھی سوچتے بھی نہیں تھے۔ ہمیشہ جہاں دین کو فوقیت دی وہاں ایک سچے مومن کی طرح دین اور دنیا دونوں کمائی۔ ہرکام میں مجھے ساتھ رکھا تا کہ مجھے ہر چیز کا پتا ہو اور ہمیشہ مجھ پر پورا اعتماد کیا۔ پھر کہتی ہیں کہ مصطفیٰ صاحب اپنی فیملی میں اکیلے احمدی تھے۔ جب انہوں نے بیعت کی تو اپنے ساتھ یہ وعدہ کیا کہ اپنے والد کی وراثت سے کچھ نہیں لینا اور دعا کی کہ اے اللہ! اگر تیرا مسیح سچا ہے اور میں نے سچا سمجھ کے بیعت کی ہے تو مجھے اپنی جناب سے دینا اور کسی کا محتاج نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری فرمائی اور ثابت کر دیا کہ تم نے جو بیعت کا قدم اٹھایا ہے وہ حقیقتاً سچ ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے بڑے مختلف طریقوں سے ان کی مدد بھی کی۔ اپنے گاؤں میں پھر انہوں نے بڑی مسجد بھی بنوائی کہ کبھی نہ کبھی تو یہ لوگ احمدی ہوں گے اور اس کے علاوہ مختلف طریقوں سے اپنے رشتے داروں کی، بہن بھائیوں کی خود مدد کرتے رہے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں ان کو اپنی دعاؤں کی قبولیت پر بھی بڑا کامل یقین تھا۔ اور اس کے بےشمار واقعات انہوں نے آگے لکھے ہیں۔

ان کی بیٹی صبیحہ مصطفیٰ کہتی ہیں کہ میرے والد کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے قائم کردہ نظامِ خلافت سے محبت کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ پر کامل درجہ توکل تھا۔ ہمیں اکثر بتایا کرتے تھے کہ میں نے فلاں موقع پر یہ دعا کی جو اس طرح پوری ہوئی۔ آپ کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی کہ کہیں سے خلیفۃ المسیح کا تبرک مل جائے اور کہیں سے تبرک مل جاتا تو اس میں سے اپنا حصہ ضرور محفوظ کر لیتے اور پھر تھوڑا تھوڑا کر کے لوگوں میں تقسیم کرتے تاکہ وہ بھی اس سے مستفیض ہوں۔ تبرک کو گھر میں بھی اس نیت سے جمع کرتے تا کہ جلسے کے مہمانوں کو بھی اس میں سے کچھ حصہ دے سکیں۔ کہتی ہیں کہ ابو کے، میرے والد صاحب کے بہت سارے واقف کاروں نے مجھے فون کر کے کہا کہ ہمیں ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ہم ایک بار پھر یتیم ہو گئے ہیں۔ غریبوں کی مدد بھی بہت زیادہ کرتے تھے۔ کہتی ہیں جب ہم وہاں لندن میں تھے اور ٹوٹنگ سے گریسن ہال روڈ منتقل ہوئے تو ابو کی کوشش تھی کہ جلدی کوئی بڑا گھر مل جائے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی بھرپور رنگ میں خدمت کی توفیق ملے اور ہمیشہ کہتے تھے کہ گھر لینا ہے تو خلافت کے سائے میں لینا ہے۔ یہاں سے دور کبھی نہیں جانا۔ کہتی ہیں میرے والد نہایت اخلاص کے ساتھ ہر ایک کی مدد کرتے تھے۔ کوئی دکھ یا تکلیف میں مبتلا ہوتا تو اس کی بہتری کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے۔ اپنی بیماری کے دنوں سے قبل انہوں نے مجھے آخری نصیحت کی کہ ہمیشہ جماعت کے ساتھ جڑے رہنا، نمازیں پڑھنا اور قرآن کی تلاوت باقاعدگی سے کرتے رہنا تو اللہ ہمیشہ ساتھ دے گا۔

ان کی دوسری بیٹی ہیں۔ پہلے تو چھوٹی بیٹی کا ذکر تھا۔ بڑی بیٹی مدیحہ مصطفیٰ کہتی ہیں کہ بے شک میرے والد ایک گاؤں سے آئے تھے، زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن ان کے خیالات، دُور اندیشی اور زندگی کے اصول ان کو بہت پڑھے لکھے لوگوں سے بھی آگے لے گئے۔ آج کی دنیا میں بہت کم لوگ ایسے دیکھے ہیں جو سچے معنوں میں مرد اور عورت کو برابری کا مقام دیتے ہیں۔ انہوں نے بیٹیوں کو کبھی بوجھ نہیں سمجھا بلکہ اکثر کہتے تھے کہ جس کی بیٹی ہو گئی وہ تر گیا اور اس کے کام کے دن ختم ہو گئے اور آرام کے دن شروع ہو گئے۔ کہتی ہیں اپنے بیٹے اور بیٹیوں کی برابر تعلیم و تربیت کا فرض بخوبی نبھایا۔ اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن اس کے ساتھ انہوں نے اولاد سے محبت کے باوجود کبھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پیچھے نہیں چھوڑا۔ عید ہو یا بیٹی کی شادی ہو یا کوئی اور کام ہو انہوں نے کبھی نماز کو نہیں چھوڑا۔ خدا پر توکل تھا۔ وہ جانتے تھے کوئی کام پیچھے نہیں رہے گا

لیکن اگر فکر تھی تو اس بات کی تھی کہ عبادت کی کمی کی وجہ سے خدا کی کوئی ناراضگی نہ آ جائے۔
ان کے بیٹے سرفراز محمود کہتے ہیں کہ جب ہم ٹوٹنگ میں رہا کرتے تھے تو اس وقت بھی باقاعدگی سے نماز پڑھنے کے لیے مسجد فضل جاتے تھے۔ کبھی کوئی نماز مسجد میں ادا نہ کر سکتے تو اس بات کو یقینی بناتے کہ ہم سب مل کر گھر میں باجماعت نماز ادا کریں۔ کہتے ہیں مجھے کہتے تھے کہ زندگی میں تم جو چیز حاصل کرنا چاہو صرف ایک اللہ کی ذات ہی ہے جو اسے پورا کر سکتی ہے۔ اگر نماز کا وقت ہوتا تو باقی ہر کام چھوڑ کر پہلے نماز ادا کرتے۔ پھر یہ بیٹا کہتا ہے کہ پندرہ سال کی عمر تک مجھے باقاعدگی سے اپنے ساتھ فجر کی نماز پر لایا کرتے تھے۔ پھر کہتا ہے ان کی دعائیں ہی تھیں جن کی برکات ہمیں حاصل ہو رہی ہیں۔ اور جب مسجد سے فجر کی نماز کے بعد آتے تو جائزہ لیتے کہ میں مسجد گیا ہوں کہ نہیں۔ اگر کبھی سستی ہو جاتی تو کہتے کہ اللہ تعالیٰ سے بے وفائی کرنے میں تمہارا ہی نقصان ہے۔ اللہ کو تمہاری نمازوں کی ضرورت نہیں۔ ہر انسان اپنے لیے نماز پڑھتا ہے۔ کہتے ہیں کہ علالت کی وجہ سے ہم نے ایمبولینس بلوائی تو اس وقت بڑی بھاری آواز میں سانس لے رہے تھے لیکن اس وقت بھی لیٹنے یا بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے اور کہتے ہیں کہ ہسپتال جاتے ہوئے جب سیڑھیاں اتر رہے تھے تو بار بار یہی کہا کہ نماز کو باجماعت، ہمیشہ جماعت کے ساتھ اور وقت پر ادا کرنا۔

پھر مہمان نوازی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی۔ بڑا گھر تھا تو وہاں چالیس کے قریب جلسے کے مہمان ہوتے تھے۔ یہاں جب مسجد کے قریب آئے تو چھوٹا گھر تھا تو وہاں بھی پچیس کے قریب افراد سماتے تھے۔ اس گھر میں بھی پچیس مہمانوں کا سمانا ایک بڑا مشکل کام ہے لیکن بہرحال بڑی خوشی سے کرتے تھے۔ میں نے بھی ان سے کئی دفعہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ بس ہم اپنا گزارہ کر لیتے ہیں اور گھر مہمانوں کو دے دیتے ہیں۔ ہمیشہ کہتے تھے کہ دین اور دنیا دونوں کو ساتھ لے کر آگے بڑھنا ہے لیکن یہ یاد رکھو کہ یہ کام آسان نہیں ہے۔ جب بھی کوئی دنیاوی معاملہ سامنے آئے تو دین کو ہمیشہ دنیا پر مقدم رکھنا۔ یہی ہمیشہ انہوں نے بچوں کو نصیحت کی۔ کہتے ہیں مجھے ہمیشہ یہ نصیحت کی کہ ہمارا سب کچھ اللہ کی جماعت کی امانت ہے اس لیے ہماراکام ہے کہ ہم اس کی حفاظت کریں اور اس امانت کو اس نیت سے بڑھائیں کہ یہ جماعت کے کام آ سکے۔ ہمیشہ تلقین کرتے کہ چندے کی ادائیگی میں کبھی تاخیر نہیں کرنی اور خود مہینے کے پہلے دن ہی اپنا چندہ ادا کر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مت سوچنا کہ جماعت کو ہمارے چندے کی ضرورت ہے بلکہ چندہ دینے سے ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جذب کر سکتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ علالت کے آخری ایام میں جب وینٹی لیٹر لگایا گیا تو کوما میں جانے سے پہلے، پھر بعد میں کوما میں چلے گئے تھے، آخری الفاظ جو انہوں نے مجھ سے کہے وہ یہی تھے کہ سرفراز میں جانتا ہوں کہ مہینے کا پہلا دن گزر گیا ہے۔ میری الماری میں جا کر دیکھو وہاں تمام فائلیں موجود ہیں، میرے چندے کا حساب کتاب لکھا ہوا ہے میرا پورا چندہ ادا کردو اور میری نصیحت ہمیشہ یاد رکھنا کہ ہر مہینے کے پہلے روز اپنا سارا چندہ ادا کرنا اور اس میں کبھی تاخیر نہ کرنا۔

ان کے سسر کرامت اللہ صاحب کہتے ہیں کہ عزیزم مصطفیٰ نے اپنی بیوی کے رحمی رشتوں کو بڑے خلوص سے نبھایا اور خاکسار کو اپنے حقیقی والد کا درجہ دیا۔ مصطفیٰ نے ساری زندگی خدا تعالیٰ کی عبادت اور خلافت کے قدموں میں خدمت کرتے ہوئے گزار دی۔

اسی طرح بلال ان کے داماد ہیں وہ کہتے ہیں مختلف قرآنی دعائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی فوٹو کاپیاں حاصل کر کے مجھے بھی اور اپنے باقی بچوں، دوستوں اور رشتہ داروں کو دیا کرتے تھے کہ اس کو پڑھو اور قرآنی دعاؤں کو یاد کرو۔ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ مسجد فضل میں جو درس ہوتا تھا اس کی کاپی حاصل کر کے اس کو گھر آ کر دوبارہ پڑھتے تھے اور سب کو پڑھنے کے لیے دیتے اور موبائل فون سے اس کی تصویر بنا کر اپنے دوسرے غیر احمدی بہن بھائیوں اور ان کے بچوں کو بھی بھیجا کرتے تھے اور اس کے بعد ان کو فون کر کے پوچھا کرتے تھے کہ انہوں نے پڑھا ہے یا نہیں اور پھر یوں تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ بہت مہمان نواز تھے۔ عام دنوں میں تقریباً ہر روز کسی نہ کسی کو بطور مہمان گھر لے آتے اور جلسے کے دنوں میں تو چوبیس گھنٹے مہمانوں کی آمد و رفت رہتی اور ہر ایک کو یہی کہا کرتے تھے کہ پوچھنے کی ضرورت کوئی نہیں ہے۔ اپنا گھر سمجھو اور آ جایا کرو۔ حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کو تو آپ خاص طور پر بہت فوقیت دیتے تھے۔ کہتے تھے ہر وقت میرے دروازے کھلے ہیں۔ اگر کوئی ایک بار ان کے گھر ٹھہرنے کے لیے جلسے پہ آ جاتا اور اگلے سال کہیں اور قیام ہوتا تو بڑے پریشان ہوتے کہ شاید میرے سے کوئی کوتاہی ہو گئی ہے۔ مہمان نوازی میں کمی ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ نہیں آیا۔ پھر اگر موقع ملتا تو زبردستی اسے اپنے گھر لے بھی آتے۔ اپنے باقی دنیاوی کاموں اور کاروبار کو اس طرح manage کر رکھا تھا کہ نماز کے وقت میں بھی رکاوٹ نہ بنیں۔ کاموں کو چھوڑ کر مسجد پہنچ جایا کرتے تھے۔

اسی طرح ان کے برادرِ نسبتی سہیل احمد صاحب چوہدری ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایسے وجود تھے جنہیں تین چیزوں کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ ایک عبادت، دوسرا خلافت سے تعلق اور تیسرا مہمان نوازی۔ مصطفیٰ بھائی کا گھر جلسہ کے دنوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں سے بھرا ایک سرائے کا منظر پیش کرتا تھا۔

اسلم خالد صاحب ہمارے پرائیویٹ سیکرٹری کے کارکن ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے دفتر میں آپ سے روز کا تعلق تھا۔ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ نڈر، نیکیوں میں سبقت لے جانے والے، غریب پرور، مہمان نواز، چندوں میں بے مثل۔ ہر نیک کام کی تلاش رکھتے۔ دفتر میں ہر بندے سے کام حریصوں کی طرح چھین کر خود کرنے کے مشتاق رہتے۔ کہا کرتے تھے کہ یہی میری کمائی ہے اور کہتے تھے اب یہی صحیح کام ہے اور تب خوش ہوتے تھے۔

فہیم احمد بھٹی صاحب بھی کارکن پرائیویٹ سیکرٹری ہیں۔ یہ والنٹیئر ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ غالباً 1992ء سے دفتر میں کام کرنا شروع کیا۔ ان دنوں سٹاف کی کمی تھی۔ بڑی باقاعدگی سے کام کرتے۔ ایک وفادار اور جاں نثار کارکن تھے۔ بہت ساری خوبیوں کے مالک تھے جن میں سب سے زیادہ نمایاں پیاری اور قابلِ رشک خوبی خلافت کے ساتھ دلی پیار، اطاعت و فرمانبرداری اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر رہنمائی لینا تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مالی کشائش عطا فرمائی تھی۔ جب بھی اس کا تذکرہ کرتے، ہمیشہ کہتے کہ اس دفتر میں کام کرنے اور اس دَر کی برکت سے مجھے سب کچھ ملا ہے۔

ڈاکٹر طارق باجوہ صاحب کہتے ہیں کہ میرا دوستی کا تعلق 81ء-1980ء سے تھا اور احمدیت قبول کرنے سے لے کر وفات تک انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ بے شمار خوبیوں کے مالک، اللہ پر توکل کرنے والے اور خلافت کے عاشق تھے۔ سندھ آ کر اپنے ایک دُور کے رشتے دار کے پاس رہنے لگ گئے کیونکہ وہاں پنجاب میں زمین پر ان پہ کچھ مقدمات ہو گئے تھے۔ وہاں سے یہ پولیس سے بچ کے آ گئے تھے۔ بہرحال وہاں ان کا احمدیت سے تعارف ہوا اور مسلسل تین سال تک ان سے تبلیغ کا سلسلہ چلتا رہا۔ اس دوران بھی یہ وہاں احمدیوں کی مسجد میں باقاعدگی سے اذان دیتے رہے جس کا انہیں شروع سے شوق تھا۔ آخر میں انہوں نے ایک خواب دیکھنے کے بعد فوری طور پر بیعت کی۔ وہ خواب یہ تھی کہ گھر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تشریف لاتے ہیں اور مسکراتے ہوئے کہتے ہیں کہ دو خدام کی ضرورت ہے اور پھر سلیم صاحب اور ان کی طرف، مصطفیٰ صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک تم آ جاؤ اور ایک تم اور پھر اس کے بعد انہوں نے بیعت کر لی۔ بیعت سے پہلے ہی جماعت کے اجتماع وغیرہ میں شامل ہوتے تھے۔ بیعت کے بعد اخلاص میں بہت ترقی کی۔ توجہ سے خطبات اور سوال و جواب سن کر ان میں اتنا اعتماد آ گیا تھا کہ کہتے تھے میں خود ہی غیر احمدی مولویوں کے لیے کافی ہوں۔ میرے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ متعدد مرتبہ انہیں عمرہ کرنے کی توفیق ملی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو 2010ء میں حج کی بھی سعادت دی۔ قادیان سے بھی محبت تھی۔ اکثر وہاں چلے جاتے تھے۔ مرکز میں مکان کی خواہش تھی پھر وہاں مکان بنوایا اور پھر جماعت کو پیش کر دیا۔

ڈاکٹر ابراہیم ناصر بھٹی صاحب جو ان کا علاج کر رہے تھے کہتے ہیں کہ میں غلام مصطفیٰ صاحب کو زیادہ عرصے سے نہیں جانتا۔ آخری علالت کے دوران بحیثیت کنسلٹنٹ ان کی دیکھ بھال کا موقع ملا۔ اتفاق سے یہ وہاں ہسپتال میں ڈاکٹر تھے اور مصطفیٰ صاحب ان کے مریض بن گئے۔ کہتے ہیں ان کو آخری بیماری میں دیکھنے کا موقع ملا۔ اس معمولی سے عرصے میں چند ایسی باتیں ہیں جو میں نے نوٹ کی ہیں اور جو قابلِ ذکر ہیں۔ کہتے ہیں کورونا وائرس کی بیماری کی شدت کے باعث آپ ہمیشہ نہایت پختہ طور پر اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی تھے۔ مجھے یاد ہے کہ میں ان کے پاس آیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ بیماری کی شدت کی وجہ سے شاید افاقہ ممکن نہ ہو۔ یہ سن کر مصطفیٰ صاحب کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر کہا کہ اللہ جو چاہے میں اسی پر راضی ہوں۔ آپ کے چہرے پر غم اور فکر کی کوئی نشانی نہیں تھی۔ نہایت مطمئن تھے۔ پھر ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں دوسری مثال جس نے مجھے بہت متاثر کیا وہ خلافت سے محبت تھی کہ بیماری کی شدت کی وجہ سے ہمیں سی پی اے سی لگانے کی ضرورت پڑتی تھی جو آکسیجن پہنچانے کے لیے ایک انتہائی سخت مشین ہے جو انسان کو بسا اوقات بے قرار کر دیتی ہے اور تکلیف کی وجہ سے خوفناک حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ مشین لگانے کی وجہ سے جب انہیں تکلیف محسوس ہونے لگتی تو ان کے گھر والے انہیں میری طرف سے آ کر کہتے کہ خلیفۂ وقت کا پیغام ہے اورکہتے کہ انہوں نے پیغام دیا ہے کہ ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق عمل کریں۔ جب ان کو میرا یہ پیغام ملتا تو اچانک ریلیکس ہو جاتے اور آرام سے مشین کو برداشت کرنے لگ جاتے اور ایسا محسوس ہوتاکہ ان کا حوصلہ بڑھا ہے اور جسم میں ایک دم توانائی آئی ہے اور اسی طرح کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ ہومیو پیتھک دوائی اس لیے نہیں کھاتے تھے کہ کوئی افاقہ ہوگا۔ صرف اس لیے کھاتے کہ ان کو میں نے یہ نسخہ تجویز کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں خلافت سے محبت اور وفا کا ایک ایسا بے مثال تعلق ہے کہ میں اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین کے درجات بلند فرمائے۔ جو وفا انہوں نے خدا تعالیٰ اور اس کے دین کے ساتھ کی ہے اور جس طرح اپنے عہدِ بیعت نبھانے کی کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر ان سے پیار کا سلوک فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیسا کہ فرمایا تھا یہ لوگ شہداء میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بھی اپنی حفظ و امان میں رکھے اور اللہ تعالیٰ ان کی نیکیاں اپنانے اور جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے ہوں اور جماعت اور خلافت سے ہمیشہ وفا کا تعلق رکھنے والے ہوں اور والدین نے ان کے لیے جو دعائیں کی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کے حق میں قبول فرماتا رہے۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 22 مئی 2020ء)

بقیہ از صفحہ 1 خلاصہ خطبہ جمعہ

بڑھی ہے اور اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ نے واضح فرمایا ہوا ہے کہ یہ آئیں گے اور تباہیاں آئیں گی۔ اس میں تو کوئی شک نہیں لیکن جیسا کہ میں گزشتہ خطبات میں بیان کر چکا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بعض ایمان والے بھی قانون قدرت کے تحت اس کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں لیکن ان کا مقام شہید کو ہوتا ہے اور ان کا انجام بخیر ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق بھی ان کا انجام اُنہیں جنت میں لے جانے والا ہوتا ہے ۔

فرمایا: لیکن ان وباؤں کے اثرات کو دیکھنے والی جو اصل چیز ہے وہ یہ ہے کہ اس سے عمومی طور پر دُنیا داروں پر کیا اثر ہو رہا ہے۔ دُنیا داروں کے تو ہوش و حواس گم ہو رہے ہیں اور آج کل یہ دُنیا میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح اُن کی حالت ہو چکی ہے۔ نہ صرف لوگوں کی بلکہ بڑی بڑی حکومتوں کی جو اپنے آپ کو پہاڑوں کی طرح مضبوط سمجھتی ہیں ۔ بڑی بڑی مضبوط حکومتوں کی معیشتیں اور نظام درہم برہم ہو گئے ہیں اور اس کے اثر سے اپنے عوام کی توجہ پھیرنے کے لئے جو وہ کوشش کر رہے ہیں وہ اور بھی زیادہ خطرناک ہے وہ ان کو جنگ اور معیشت کی مزید تباہی میں دھکیل دے گی۔ پس جب تک یہ لوگ اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا نہیں کریں گے جس سے فسادوں کی کیفیت دُور نہ ہو ایک کے بعد دوسری تباہی میں یہ لوگ خود ڈوبتے چلے جائیں گے۔ بہرحال ہمارا کام دُعا کرنا اور دُنیا کو سمجھانا اور اپنی حالتوں کو پاک بنانا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے جس مضمون کی میں نے بات کی ہے وہ لمبا مضمون ہے لیکن ہر احمدی کو جس بات کی طرف توجہ دینی چاہئے اس مضمون کے پڑھنے سے وہ صرف یہ نہیں کہ پہلی قوموں کے ساتھ کیا ہوا یا اب کیا ہوا یا کیا ہو رہا ہے اور کیا تباہی ہے اور کیا نہیں۔ یقیناً یہ باتیں بھی خوفزدہ کرنے والی ہونی چاہئیں ،اپنی حالتوں کی طرف توجہ دینے والی ہونی چاہئیں لیکن جو اصل بات ہے جو الفاظ قابل غور ہیں وہ یہ ہے جو کہ آپ نے لکھا ہوا ہے کہ جماعت احمدیہ کے لئے اس میں تنبیہ اور بشارت بھی ہے۔ تنبیہ یہ کہ صرف احمدیت کا عنوان بچانے کے لئے کافی نہیں ہو گا بلکہ تقویٰ کی شرط بھی ساتھ لگی ہوئی ہے اور بشارت کا پہلو یہ ہے کہ جماعت میں جو عملی کمزوریاں آ چکی ہوں گی بڑی تیزی کے ساتھ ان کی اصلاح کی کوشش احمدی کرے گا اور ساتھ ساتھ یہ کہ جنہوں نے بیعت کا صرف نام لگایا ہوا ہے ایک لیبل ہے وہ آپ کی پاک تعلیم کی طرف لوٹیں گے تو پھر ہی بچت ہے اور خدا کی طرف لوٹنا ہی یہ ان کے لئے بشارت ہے ورنہ کوئی بشارت نہیں ۔ پس ہمیں دُعاؤں کے ساتھ اپنے نمونے بھی دکھانے کی ضرورت ہے، دُنیا کو بتانے کی ضرورت ہے کہ ایک دوسرے کے حق ادا کر کے ہی تم اللہ تعالیٰ کے رحم کو حاصل کر سکتے ہو اور خدا تعالیٰ جو واحد خدا ہے اس کا رحم حاصل کئے بغیر نہ دُنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ہماری کوشش کامیاب ہو سکتی ہے اور نہ مرنے کے بعد انجام بخیر ہو سکتا ہے۔ پس ان دنوں میں ہم خدمت انسانیت کر کے بندوں کو خدا کے قریب لانے کا بھی ذریعہ بن سکتے ہیں جس کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔ نہ یہ کہ یہ دیکھتے رہیں کہ تباہی آتی ہے یا نہیں آتی اور پھر رمضان میں جو سبق ہمیں اس میں دوسروں کی تکلیف کا احساس کرنے کا ملا ہے اسے بھی جاری رکھنا چاہئے کہ ہمیشہ دوسروں کی تکلیف کا احساس کرتے رہیں ۔

حضور انور نے فرمایا: پس ایک دُنیا کا ماحول جو عمومی طور پر اس وباء کی وجہ سے بنا ہوا ہے اور ایک رمضان کا ماحول اب ہمیں ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے والا بنا رہنا چاہئے۔ رمضان تو کل یا پرسوں چلا جائے گا ختم ہو جائے گا لیکن اس کی نیکیاں ہمیں ہمیشہ اپنے اندر رکھنی چاہئیں وہ پاک تبدیلیاں جو ہم نے کی ہیں وہ ہمیشہ اپنے اندر رکھنی چاہئیں اور جب پھر لاک ڈاؤن میں نرمی آئے تو ہمیں اپنی ذاتی بھی اور انسانیت کے لئے بھی ذمہ داریوں کو نہیں بھولنا چاہئے۔ پس ہمیں ہر وقت آپؑ کی نصائح کی جگالی کرتے رہنا چاہئے تا کہ حقیقی ایمان و ایقان ہمیں حاصل ہو۔ دوسروں کی کمزوریوں کی طرف نظر رکھنے کی بجائے ہم اپنی حالتوں کا جائزہ لیتے رہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چاہئے کہ ہر شخص تہجد میں اُٹھنے کی کوشش کرے اور پانچ وقت کی نمازوں میں بھی قنوت ملا دیں۔ ہر ایک خدا کو ناراض کرنے والی باتوں سے توبہ کرے۔ توبہ سے مراد یہ ہے کہ اُن تمام بد کاریوں اور خدا کی نارضا مندی کے باعثوں کو چھوڑ کر ایک سچی تبدیلی کریں اور آگے قدم رکھیں اور تقویٰ اختیار کریں۔ عادات انسانی کو شائستہ کریں غضب نہ ہو تو ضع اور انکسار اس کی جگہ لے لے۔ اخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو۔

پھر فرمایا ۔ آپس میں اخوّت اور محبت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ ۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صُلح پیدا کرلو اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔ فرمایا : چاہئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ۔ ہرایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اُٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ لوگ تمہاری مخالفت کریں گے لیکن تم نے ہر گزی تندی اور سختی سے کام نہیں لینا بلکہ نرمی اور آہستگی اور خلق سے ہر ایک کو سمجھاؤ۔

ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا۔ نوعِ انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اُن پر ٹھٹھے کئے جاتے ہیں۔ اُن کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے جو لوگ غربا کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے ان کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان کا سلوک کریں اور اس خدا داد فضل پر تکبّر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا یہی ہے کہ ذاتی اعداء کوئی نہ ہوں۔خوب یاد رکھو کہ انسان کو شرف اور سعادت تب ملتی ہے جب وہ ذاتی طور پر کسی کا دُشمن نہ ہو۔ ہاں اللہ اور اس کے رسول کی عزت کے لئے الگ امر ہے ۔پھر اخلاقی معیاروں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں۔ ’’اخلاقی حالت ایسی درست ہو کہ کسی کو نیک نیتی سے سمجھانا اور غلطی سے آگاہ کرنا ایسے وقت پر ہو کہ اُسے برامعلوم نہ ہو۔ کسی کو استخفاف کی نظر سے نہ دیکھا جاوے۔ دل شکستی نہ کی جاوے۔ جماعت میں باہم جھگڑے فساد نہ ہوں۔ دینی غریب بھائیوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ مال ودولت یا نسبی بزرگی پر بے جا فخر کر کے دوسروں کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک مکرم وہی ہے جو متقی ہے ۔ دوسروں کے ساتھ بھی پورے اخلاق سے کام لینا چاہئے۔ دانش مندی، حِلم اور در گزر کے ملکہ کو بڑھاؤ ،نادان سے نادان کی باتوں کا جواب بھی متانت اور سلامت روی سے دو۔ یاوہ گوئی کا جواب یاوہ گوئی نہ ہو۔ فرمایا کہ مناسب ہے کہ ان ابتلا کے دنوں میں اپنے نفس کو مار کر تقوی اختیار کریں۔ میری غرض ان باتوں سے یہی ہے کہ تم نصیحت اور عبرت پکڑو۔ دُنیا فنا کا مقام ہے آخر مرنا ہے خوشی دین کی باتوں میں ہے۔ اصل مقصد تو دین ہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ان دنوں میں جبکہ پاکستان اور بعض ممالک میں احمدیوں کے خلاف ایک اُبال اُٹھا ہوا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے ہر قسم کا حیلہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی طرح اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کا مقام و مرتبہ اور آپؐ کے اُسوہ کی حقیقت ہم پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح فرمائی اور ہمیں بار بار یہی فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی راہ کو نہ چھوڑو۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی سچی اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپ ﷺ کی اتّباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے گوہرِ مقصود اس کو حاصل نہیں ہوسکتا ۔ آنحضرت ﷺ کے نقشِ قدم پر چلو اور ایک ذرّہ بھر بھی اِدھر یا اُدھر ہونے کی کوشش نہ کرو۔ پھر فرماتے ہیں ’’غرض مُنۡعَمۡ عَلَیۡہِمۡ لوگوں میں جو کمالات ہیں اور صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ۔ میں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے ان کو حاصل کرنا ہر انسان کا مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت ﷺ نے تیار کی تھی تا کہ اس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھہرے۔

حضور انور نے فرمایا: اسیران راہ مولیٰ کے لئے دُعائیں کریں ۔ گزشتہ دنوں ایک احمدی خاتون رمضان بی بی کو توہین رسالت کی دفعہ لگا کر جیل میں ڈال دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی معجزانہ رہائی کے سامان پیدا فرمائے اور اپنا رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو پہچاننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہو۔ اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے والے ہم ہوں۔ ہمارے گھر پیار اور محبت کے نمونے ہوں۔ جو بچے اپنے ماں باپ کے آپس کے جھگڑوں سے پریشان ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی پریشانیاں بھی دُور فرمائے۔ تمام واقفین زندگی کے لئے دُعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں بے نفس ہو کر خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور وہ اپنا وقف نبھانے والے ہوں۔ واقفین نو کے لئے دُعا کریں اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنے اور اپنے ماں باپ کے عہد کو پورا کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ شہدائے احمدیت اور اُن کے خاندانوں کے لئے دُعا کریں۔ مشکلات میں گھرے ہوئے تمام احمدیوں کے لئے دُعا کریں۔ بچیوں کے رشتوں کے لئے دُعائیں کریں خاص طور پر اُن بچیوں کے لئے جن کے رشتوں میں بلا وجہ کی تاخیر ہو رہی ہے۔ ان حالات میں مالی قربانی کرنے والوں کے لئے بھی بہت دُعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اموال و نفوش میں بے انتہا برکت دے۔ ایم۔ٹی۔اے کے کارکنان کے لئے بھی دُعائیں کریں۔ عالمِ اسلام کے لئے دُعا کریں ،ان کے آپس کے جھگڑے بھی ختم ہوں اور امن کے ساتھ رہنا سیکھیں وہ لوگ اور اسلام مخالف طاقتوں کے شر سے ان کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ان کے آپس کے اختلافات ختم ہوں۔ حضور انور نے ان علاوہ بعض اور عربی دُعاؤں کا اعادہ فرمایا۔ پھر فرمایا: اس رمضان کا یہ آخری جمعہ ہے ۔اس رمضان میں جو نیک کام ہم سے ہوئے یا جو تبدیلیاں ہم نے پیدا کی ہیں ان کو جاری رکھنے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے اور یہ دُعائیں بھی ہمارے حق میں قبول فرمائے۔

عید کے بارے میں فرمایا کہ اگر کسی ملک کے ایک علاقے میں چاند نظر آ سکتا ہو تو باقی جگہ بھی عید کی جا سکتی ہے۔ جن مسلمان ممالک میں رؤیت ہلال کمیٹیاں ہیں وہ بھی اسی طرح جائزے لیتی ہیں۔ تو بہرحال اس جائزے کے بعد دو تین دفعہ دوبارہ جائزہ لینے کے بعد یہی فیصلہ ہے کہ یہاں انشاء اللہ تعالیٰ عید اتوار کو ہو گی چوبیس تاریخ کو

سعیدالدین حامد۔دہلی

اسلام میں عورت کا مقام اور حیثیت

قدیم سے یہ سنت اللہ رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اپنے انبیاء کو اس دنیا میں مبعوث کرتا ہے جن کا کام تمام بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روشنی میں چلانا ہوتا ہے۔آنحضور ﷺ کی بعثت تمام انسانوں کے لئے اور قیامت تک آنے والے تمام زمانوں کے لئے ہوئی۔اور اللہ تعالیٰ کا یہ تمام بنی نوع انسان پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنے پیارے نبی کو تمام بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کے لئے اس دنیا میں مبعوث فرمایا جس کا احسان مرد پر بھی بہت بڑا ہے اور عورتوں پر بھی کہ انہوں نے عورت کو اس دلدل سے نکالا جس میں وہ بے وجہ پھنستی جارہی تھی۔

قرآن مجید میں عورت کی اہمیت اور مقام کے بارے میں کئی ایک آیات موجود ہیں۔عورت خواہ ماں ہو یا بہن ہو،بیوی ہو یا بیٹی اسلام نے ان میں سے ہر ایک کے حقوق وفرائض کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے ۔ ماں کا شکر ادا کرنا ،اس کے ساتھ نیکی سے پیش آنا اور خدمت کرنا ان کے اہم ترین حقوق میں سے ہے۔حسن سلوک اور اچھے اخلاق سے پیش آنے کے سلسلے میں ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے ،کیونکہ بچے کی پیدائش اور تربیت کے سلسلے میں ماں کو زیادہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔اور اسلام نے ان تمام تکالیف کو سامنے رکھتے ہوئے ماں کو زیادہ حسن سلوک کا مستحق قرار دیا،جو اسلام کا عورت پر بہت بڑا احسان ہے۔

ظہور اسلام اور اس کی مخصوص تعلیمات کے ساتھ عورت کی زندگی ایک نئے مرحلہ میں داخل ہوئی جو زمانہ جاہلیت سے بہت مختلف تھی۔ تاریخ گواہ ہے کہ ایک عرصہٗ دراز سے عورت مظلوم چلی آرہی تھی۔ یونان، مصر، عراق، ہند ، چین غرض ہرقوم میں ہر خطہ میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی، جہاں عورتوں پر ظلم کے پہاڑ نہ ٹوٹے ہوں۔ لوگ اسے اپنے عیش وعشرت کی غرض سے خریدوفروخت کرتے ان کے ساتھ حیوانوں سے بھی بُرا سلوک کیاجاتاتھا۔ حتیٰ کہ اہلِ عرب عورت کے وجود کو موجبِ عار سمجھتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کردیتے تھے۔ اللہ فرماتا ہے۔

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۔يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ۔ (النحل:59و60)ترجمہ ۔ (اور) جس بات کی اسے خبر دی گئی ہے اس کی(مزعومہ) شناعت کے باعث وہ لوگوں سے چھپتا (پھرتا) ہے (وہ سوچتا ہے کہ) آیا وہ اسے(پیش آنے والی) ذلت کے باوجود(زندہ) رہنے دے یا اسے(کہیں) مٹی میں گاڑ دے ۔ سنو جو رائے وہ قائم کرتے ہیں بہت بری ہیں۔

پھر فرمایا ۔وإذا المؤدۃُ سُئِلَتْ۔ بأيِّ ذنبٍ قُتِلَتْ۔(التکویر:9و10) ترجمہ ۔ اور جب زندہ گاڑی جانے والی(لڑکی) کے بارے میں سوال کیا جائے گا (کہ آخر) کس گناہ کے بدلے میں اس کو قتل کیا گیا تھا۔

اسلام کی آمد سے قبل عورت بہت مظلوم اور معاشرتی و سماجی عزت و احترام سے محروم تھی۔ اسے تمام برائیوں کا سبب اور قابل نفرت تصور کیا جاتا تھا۔ اہل عرب کا عورت کے ساتھ بدترین رویہ تھا۔ قرآن حکیم نے واضح کیا کہ زمانہٗ جاہلیت میں عورت کا مرتبہ ناپسندیدہ تھا وہ مظلوم اور ستائی ہوئی تھی اور ہر قسم کی بڑائی اور فضیلت مردوں کے لئے تھی۔ اس میں عورتوں کا حصہ نہ تھا حتیٰ کہ عام معاملات زندگی میں بھی مرد اچھی چیزیں خود رکھ لیتے اور بیکار چیزیں عورتوں کو دیتے۔ اہل عرب کے اس طرز عمل کو قرآن حکیم یوں بیان کرتا ہے۔

وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِنْ يَكُنْ مَيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ۔(الانعام:140) ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ان جانوروں کے پیٹوں میں ہے وہ خالصتاً ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری بیویوں پر حرام کیا گیا ہے ہاں اگر وہ مردہ ہو تو (سب) اس میں شریک ہیں۔ وہ ضرور ان کی بات کی انہیں سزا دے گا۔ یاد رکھو کہ وہ حکمت والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

اسلام سے قبل زمانہٗ جاہلیت میں رائج شادی کے مختلف طریقے

شادی جو خاندانی زندگی کے قیام و تسلسل کا ذریعہ ہے، اہل عرب کے ہاں اصول و ضوابط سے آزاد تھا جس میں عورت کی عزت و عصمت اور عفت و تکریم کا کوئی تصور کارفرما نہ تھا۔ اہل عرب میں شادی کے درج ذیل طریقے رائج تھے۔

زواج البعولۃ

یہ نکاح عرب میں بہت عام تھا۔ اس میں یہ تھا کہ ایک مرد بہت سی عورتوں کا مالک ہوتا۔ بعولت سے مراد مرد کا عورتیں جمع کرنا ہوتا تھا۔ اس میں عورت کی حیثیت عام مال و متاع جیسی ہوتی۔اس میں مرد جتنی چاہتا تھا عورتیں جمع کرتا تھا اور نہ ہی یہ ضروری تھا اور نہ اس پر یہ فرض تھا کہ وہ ہر ایک کے ساتھ عدل و انصاف قائم کرے۔

زواج البدل

اس سے مراد بدلے کی شادی تھا ، یعنی دو بیویوں کا آپس میں تبادلہ ۔ یعنی دو مرد اپنی اپنی بیویوں کو ایک دوسرے سے بدل لیتے اور اس کا نہ عورت کو علم ہوتا، نہ اس کے قبول کرنے، مہر یا ایجاب کی ضرورت ہوتی۔ بس دوسرے کی بیوی پسند آنے پر ایک مختصر سی مجلس میں یہ سب کچھ طے پاجاتا۔

ا لنکاح المتعہ

یہ نکاح بغیر خطبہ، تقریب اور گواہوں کے ہوتا۔ عورت اور مرد آپس میں کسی ایک مدت مقررہ تک ایک خاص مہر پر متفق ہو جاتے اور مدت مقررہ پوری ہوتے ہی نکاح خود بخود ختم ہو جاتا تھا طلاق کی ضرورت بھی نہیں پڑتی تھی اور اس نکاح کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد ماں کی طرف منسوب ہوتی اسے باپ کا نام نہیں دیا جاتا تھا۔

ا لنکاح الخذن

یعنی دوستی کی شادی۔ اس میں مرد کسی عورت کو اپنے گھر بغیر نکاح، خطبہ اور مہر کے رکھ لیتا اور اس سے ازدواجی تعلقات قائم کر لیتا اور بعد ازاں یہ تعلق باہمی رضا مندی سے ختم ہو جاتا کسی قسم کی طلاق کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی ۔ اگر اس سے اولاد پیدا ہو جاتی تو وہ ماں کی طرف منسوب کردی جاتی تھی جس سے باپ کا کوئی لینا دینا نہیں ہوتا تھا ۔

ا لنکاح الضغینہ

جب عرب میں جنگ کے بعد مال اور قیدی ہاتھ لگتے تھے اور جاہلیت میں فاتح کے لیے مفتوح کی عورتیں، مال وغیرہ سب فاتح کی ملکیت بن جاتا تھا تو یہ عورتیں بھی فاتح کی ملکیت ہو جاتیں اور وہ چاہتا تو انہیں بیچ دیتا ، چاہتا تو یونہی چھوڑ دیتا اور چاہتا تو ان سے مباشرت کرتا یا کسی دوسرے شخص کو تحفہ میں دے دیتا۔ یوں ایک آزاد عورت غلام بن کربک جاتی۔ اس نکاح میں کسی خطبہ، مہر یا ایجاب و قبول کی ضرورت نہ تھی۔

ا لنکاح الشغار

یہ وہ نکاح تھا کہ ایک شخص اپنی زیرسرپرستی رہنے والی لڑکی کا نکاح کسی شخص سے اس شرط پر کر دیتا کہ وہ اپنی کسی بیٹی، بہن وغیرہ کا نکاح اس سے کرائے گا۔ اس میں مہر بھی مقرر کرنا ضروری نہ تھا ۔

ا لنکاح الاستبضاع

یعنی فائدہ اٹھانے کے لئے عورت مہیا کرنا ۔ مراد یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو کسی دوسرے خوبصورت مرد کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے بھیج دیتا اور خود اس سے الگ رہتا تاکہ اس کی نسل خوبصورت پیدا ہو اور جب اس کو حمل ظاہر ہو جاتا تو وہ عورت پھر اپنے شوہر کے پاس آجاتی۔

ا لنکاح الرہط

اس کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً دس آدمی ایک ہی عورت کے لئے جمع ہوتے اور ہر ایک اس سے مباشرت کرتا اور جب اس کے ہاں اولاد ہوتی تو وہ ان سب کو بلواتی اور وہ بغیر کسی پس وپیش کے آجاتے پھر وہ جسے چاہتی اسے کہتی کہ یہ بچہ تیرا ہے اور اس شخص کو اس سے انکار کرنے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔

ا لنکاح البغایا

یہ بھی نکاح رہط سے ملتا جلتا ہے مگر اس میں دو فرق تھے، ایک تویہ کہ اس میں دس سے زیادہ افراد بھی ہو سکتے تھے جبکہ نکاح رہط میں دس سے زیادہ نہ ہوتے تھے۔ دوسرے یہ کہ ان مردوں سے بچہ منسوب کرنا عورت کا نہیں بلکہ مرد کا کام ہوتا تھا۔

ان تمام طریقوں سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عورت کی حیثیت بہت زیادہ خراب تھی جب وہ کسی گھر میں پیدا ہوتی تھی تواس کی ماں گھبراتی تھی اور افسوس کرتی تھی اور باپ ماتم مناتا تھا ۔ اللہ تعالیٰ نے جب عورت کی یہ حالت دیکھی تو اس نے اپنے سب سے پیارے نبی سرور کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے رحمۃللعالمین بنا کر اس دنیا میں مبعوث فرمایا۔ آپؐ نے نہ صرف عورت کو اس کے حقوق دلوائے بلکہ اس زمانے میں اس معاشرے میں اس کو وہ مقام بخشا جس کی وہ حقدار تھی ۔

اسلام نے عورت کو کیا مقام دیا ؟

عورت کو جتنی عزت ، رتبہ اور مقام اسلام میں حاصل ہے وہ کسی اور مذہب میں نہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کی بیشمار احادیث میں بھی عورت کی عزت و تکریم کا حکم ملتا ہے۔ اسلام نے عورت پر سب سے پہلا احسان یہ کیا کہ عورت کی شخصیت کے بارے میں مرد وعورت دونوں کی سوچ اور ذہنیت کو بدلا۔ انسان کے دل ودماغ میں عورت کا جو مقام ومرتبہ اور وقار ہے اس کو متعین کیا۔ اس کی سماجی، تمدنی، اور معاشی حقوق کا فرض ادا کیا۔ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔(النساء:1) ترجمہ ۔ اللہ نے تمہیں ایک (ہی) جان سے پیدا کیا ۔ اور اس کی جنس سے ہی اس کا جوڑا پیدا کیا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے بہت اچھی طرح واضح کر دیا ہے عورت اور مرد بحیثیت انسان ایک ہی منصب پر فائز ہیں، مطلب یہ کہ عورت سے غیر انسانی برتاؤ کی مکمل نفی ہو گئی۔ وہ انسان ہے، اور ہر مرد کی طرح اس کے جذبات ہیں، احساسات ہیں، وہ بھی مردوں کی طرح کھاتی، پیتی ، سانس لیتی اور دیگر معاملات میں مردوں کی طرح مساوی حیثیت کی حامل ہے۔

عورتوں کی تعلیم کا حق

اسلام نے علم کو فرض قرار دیا اور مرد وعورت دونوں کے لیے اس کے دروازے کھولے اور جو بھی اس راہ میں رکاوٹ وپابندیاں تھیں سب کو ختم کردیا۔اسلام نے لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کی طرف خاص توجہ دلائی اور اس کی ترغیب دی، جیسا کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ طَلَبُ العِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔(سنن ابن ماجہ) علم کا حاصل کرنا ہرمسلمان مرد (و عورت)پرفرض ہے۔ اور دوسری جگہ حضرت ابوسعید خدری کی روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایاکہ فَلَهُ الْجَنَّةُ مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَأَدَّبَهُنّ۔(ابو داؤد) ترجمہ : جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کو تعلیم تربیت دی، ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ (بعد میں بھی) حسنِ سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے

معاشرتی میدان

دیگر معاشروں نے عورت کے مقام کو مٹانے کی کوشش کی تو اس کے برعکس اسلامی معاشرہ نے بعض حالتوں میں اسے مردوں سے زیادہ فوقیت اور عزت واحترام عطا کیا ہے۔ وہ ہستی جو عالمِ دنیا کے لیے رحمت بن کر تشریف لائی یعنی محمد ﷺ۔ آپؐ نے اس مظلوم طبقہ پر شفقت کی نگاہ ڈالی اور فرمایا کہ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَاءُ والطِّیبُ وَجُعِلَتُ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلوٰۃِ۔ فرمایاکہ مجھے دنیا کی چیزوں میں سے عورت اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّی کہ نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے روگردانی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

(ابن ماجہ،کتاب النکاح،باب ماجاء فی فضل النکاح حدیث1846)

چنانچہ ایک عورت بیوی کی حیثیت سے اپنے شوہر کے گھر کی ملکہ ہے اور اس کے بچوں کی معلم ومربی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ هُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنّ۔(البقرہ:188)ترجمہ: عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

عورت کے اسلام میں معاشی حقوق

لَاجُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِیْضَةً ۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُہٗ وَعَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُہٗ ۚ مَتَاعًابِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ۔(البقرہ:237)ترجمہ: تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو اس وقت بھی طلاق دے دو جب کہ تم نے ان کو چھوا تک نہ ہو یا مہر نہ مقرر کیا ہو ۔ اور(چاہئے کہ اس صورت میں) تم انہیں مناسب طور پر کچھ سامان دے دو یہ (امر) دولتمند پر اس کی طاقت کے مطابق (لازم ہیں) اور نادار پر اس کی طاقت کے مطابق (ہم نے ایسا کرنا) نیکوکاروں پر واجب (کردیا) ہے

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَکُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا۔(النساء:5) ترجمہ ۔ اور عورتوں کو ان کے مہرِ دلی خوشی سے ادا کرو ۔ پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے اس میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو یہ جانتے ہوئے کہ وہ تمہارے لئے مزے اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے تم اسے پیش کھاؤ ۔

وراثت میں عورتوں کا باقاعدہ حصہ

بعض مذہبوں کے پیشِ نظر وراثت میں عورت کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ لیکن ان مذہبوں اور معاشروں کے برعکس اسلام نے وراثت میں عورتوں کا باقاعدہ حصہ دلوایا۔

ترجمہ: مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے ، اگر (میت کی وارث) دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی دیا جائے۔ اور اگر ایک ہی لڑکی وارث ہو تو آدھا ترکہ اس کا ہے ۔ اگر میت صاحبِ اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملنا چاہئے۔ اور اگر وہ صاحبِ اولاد نہ ہو اور والدین ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ دیا جائے۔(النساء:12)

اسلام میں عورتوں کے تمدنی حقوق

شوہر کاانتخاب

آج ہمارے معاشرے میں عورت پر یہ ظلم کیا جاتا ہے کہ اس سے بنا پوچھے اس کی شادی طے کردی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اسلام میں عورت کو اپنا جیون ساتھی چننے کی اجازت نہیں ہے لیکن شوہر کے انتخاب کے سلسلے میں اسلام نے عورت کو بڑی حد تک آزادی دی ہے۔ نکاح کے سلسلے میں لڑکیوں کی مرضی اور ان کی اجازت ہر حالت میں ضروری قرار دی گئی ہے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ لَایُنْکَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَأمَرُ وَلَا تُنْکَحُ الْبِکْرُ حتی تُسْتأذن۔ (مشکوٰۃ، باب عشرۃ النساء) ترجمہ:بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے مشورہ نہ لیاجائے اور کنواری عورت کا نکاح بھی اس کی اجازت حاصل کیے بغیر نہ کیا جائے۔

خلع کا حق

اسلام نے عورت کو خلع کا حق دیا ہے کہ اگر ناپسندیدہ ظالم اور ناکارہ شوہر ہے تو بیوی نکاح کو فسخ کرسکتی ہے اور یہ حقوق عدالت کے ذریعے دلائے جاتے ہیں۔

اسلام میں عورت سے حسن معاشرت و حسن سلوک کا حق

جیسا کہ اوپر بیان کر چکے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عورت کی حالت بدترین تھی اس کو پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا تھا اور اس کی معاشرے میں کوئی عزت نہ دی اور نہ ہی اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا مگر اللہ تعالیٰ کا عورت پر یہ احسان ہے کہ اس نے اپنے پیارے نبی حضور ﷺ کو دنیا میں بھیجا جنہوں نے عورت کو معاشرے میں وہ عزت دلائی جس کی وہ حقدار تھی۔ قرآن میں حکم دیا گیا ہے کہ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ کَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ (النساء:20) ترجمہ : اور عورتوں کے ساتھ حسنِ معاشرت کے ساتھ زندگی گزارو، اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کوئی نا پسند کرو اور اللہ اس میں خیر کثیر رکھ دے۔

قرآن میں عورتوں کے ساتھ معروف طریقے سے پیش آنا مردوں پر فرض کیاگیا ہے۔ جیسے مطلقہ عورت کے بارے میں صاف طور پر یہ اعلان کیا گیا ہے کہ وَلَا تُمْسِکُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا۔(البقرہ:23) ترجمہ: ایذا دِہی کے خیال سے ان کو نہ روک رکھو، تاکہ تم زیادتی کرو۔

پھر اسی طرح عورتوں کے زبردستی وارث نہ بننے اور ان کے حق مہر کو کھا نہ جانے کا واضح حکم ہے فرمایا کہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ۔(النساء:20) ترجمہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ، تمہارے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو ۔ اور نہ یہ حلال ہے کہ انہیں تنگ کر کے اُس مہر کا کچھ حصہ اُڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو ۔سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی ۔مختصر الفاظ میں بیان فرما دیا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ (البقرہ: 229) کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں ۔ بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں گالیاں دیتے ہیں۔حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں ۔

چاہیے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر انہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا سے صلح ہو ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے ۔(ملفوظات جلد سوم صفحہ 300)

اسلام نے عورت کو وہ مقام بخشا ہے جس کی وہ حقدار تھی اوراسلام ان تمام الزامات کا بھی رد کرتا ہے جو دوسرے لوگوں کی طرف سے یا مستشرقین کی طرف سے اسلام پر لگائے جاتے ہیں کہ وہ عورتوں کے حقوق کو پامال کرتا ہے۔اسلام نے نہ صرف ان تمام الزامات کا رد فرمایا بلکہ دنیا کے سامنے عورت کو وہ مقام مرتبہ فراہم کیا جس کی نظیر دنیا کے کسی بھی مذہب میں موجود نہیں ۔

اطلاعات اعلانات

مکرم محمد زاہد جرمنی لکھتے ہیں۔

خاکسار کے برادر نسبتی مکرم عبدالاعلیٰ کا بیٹا عزیزم توقیر احمد بمعرایک سال طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں داخل ہے ڈاکٹروں نے بتایا ہے کہ دل میں سوراخ اوردل کی نالیاں بند ہیں ہفتہ بروز 16 مئی کو آپریشن ہوا ہے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کا آپریشن کامیاب کرے اور شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔آمین

مکرم انصر شہزاد باجوہ لکھتے ہیں۔

خاکسار کے خالو جان مکرم چوہدری طاہر محمود دیو گزشتہ چند ایام سے پھیپھڑوں کے شدید مرض میں مبتلا ہیں اور آجکل الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں زیر علاج ہیں۔قارئین سے درخواست ہے کہ ان کے لیے خصوصی دعا کریں۔

سانحہ ارتحال

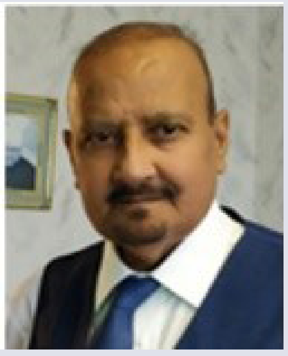

مکرم کولمبس خان۔جرمنی لکھتے ہیں۔

جماعتِ احمدیہ مہدی آباد کے ایک قدیمی ممبر مکرم جعفر احمد خاں اِبن مکرم رانا عبدالجبار مرحوم آف ربوہ مورخہ 14 مئی 2020ءکو ہارٹ اٹیک کی بدولت ہمبرگ جرمنی میں ایک لمبی بیماری کے بعد اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔ ان کے دادا جان مکرم غلام قادر خاں مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت بخشی تھی۔ مکرم جعفر صاحب 1976ء میں جرمنی آئے اور مہدی آباد جماعت کے ابتدائی ممبروں میں سے تھے۔ چند سال بعد ہمبرگ منتقل ہو گئے۔جماعتی تقریبات کے موقعہ پر عموماً ضیافت کے شعبہ میں ڈیوٹی کی توفیق پائی۔ قران مجید کی باقاعدہ تلاوت کیا کرتے تھے۔ ملنسار اور دوست نواز تھے۔ جرمنی کے پہلے جلسہ سالانہ کے موقع پر بھی ہمبرگ میں شعبہ ضیافت میں خدمت کی توفیق پائی ۔ مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ دو بیٹے دو بیٹیاں، دو پوتیاں اورپانچ نواسیاں نواسے چھوڑے ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ تدفین کے لئے میّت کو پاکستان بھجوانے کا انتظام کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی اولاد در اولاد کو سلسلہ کے لئے مفید وجود بنائے ۔ آمین

اقوال زریں

☆ اگر ہر قدم پراللہ تعالیٰ کویاد کیاجائے توتصورکریں کہ ہرلمحہ کتنا خوش قسمت ہوجائے۔

☆ اللہ کا قرب شرافت اورعاجزی کےساتھ ہی حاصل کیا جا سکتاہے۔

☆ توازن ہمیشہ ایک خوش باش زندگی کی بنیاد ہوتاہے،اسے ہمیشہ ذہن میں رکھیں تاکہ حال اور مستقبل ہمیشہ روشن رہے۔

☆ اگر ہم سچائی سے چھپتے ہیں تو ہمیں جھوٹ کی مصاحبت میں رہناپڑے گا۔

ڈاکٹر محمد وقار ظفر۔ امریکہ

قسط نمبر۔4

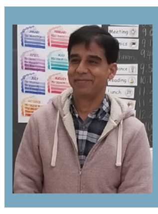

مٹاپا، Obesity دورِحاضر کا ایک خطرناک چیلنج

تسلسل کیلئے ملاحظہ کیجئے 15مئی 2020ء

مٹاپا توانائی کے عدم توازن کی ایک صورت ہے۔ خوراک سے توانائی کی ایک مقدار حاصل ہوتی ہے جبکہ جسم جملہ اُمور سرانجام دینے میں توانائی کی ایک مقدار خرچ کرتاہے، اگر مجموعی طور پہ حاصل ہونے والی توانائی خرچ کی جانے والی توانائی کے برابر ہو تو جسم کا وزن تبدیل نہیں ہوتا،لیکن اگر حاصل ہونیوالی توانائی خرچ کی جانے والی توانائی سے زیادہ ہو تو وزن بڑھ جاتا ہے۔اس کے برعکس خرچ کی جانے والی توانائی حاصل ہونے والی توانائی سے زیادہ ہو تو وزن کم ہو جاتا ہے۔مٹاپے کے علاج میں یہ بات مدِنظر رکھنا انتہائی اہم ہے۔

مٹاپے کا علاج

مٹاپے میں مبتلا ہونے والے بیشتر لوگ ایسی نام نہاد دواؤں کی طرف رجوع کرتے ہیں جو مٹاپا دور کرنے کا تیر بہدف نسخہ بتائی جاتی ہیں مگر حقیقت میں صحت کے لئے سخت نقصان دہ ہوتی ہیں اور محض پیسے بٹورنے کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ ایسے لوگ بلا دریغ رقم اس مہم میں جھونکتے ہیں اور بعض سرجری کے ذریعہ سے بھی مٹاپے سے نجات حاصل کرنے کی تگ و دو کرتے ہیں۔جو ش وجذبہ سے، سخت ورزش یا فاقے کرنے شروع کر دینا مگر مستقل بنیاد پہ اپنی خوارک کو کم نہ کرنا خودکو دھوکہ دینے والی بات ہے۔ اس منافقانہ طرزِ عمل سے فائدہ کی بجائے اُلٹا نقصان ہوتاہے ۔اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کا نظام ایسا بنایا ہے کہ یہ کھائی جانی والی ہر چیزکے ذرّے ذرّے میں موجود بیشترتوانائی جذب کر لیتا ہے اور روزمرّہ استعمال کے بعدبچ جانے والی زائد توانائی کو جسم میں محفوظ کرتا جاتا ہے۔ جو مٹاپے کی صورت اختیار کرجاتی ہے۔ کم غذاکھانا جہاں ہر نوع کی بیماریوں سے بچائے رکھتا ہے وہاں مٹاپے سے بچانے کا بھی تیر بہدف نسخہ ہے۔ مٹاپے کا اصل علاج اپنے کھانے پینے اور رہن سہن میں ایک مستقل مثبت تبدیلی لانے اور مٹاپے کی جن وجوہات کا مضمون کے شروع میں ذکر کیا گیا ہے اُن کو مدّنظر رکھ کر احتیاطی تدابیر اختیار کرنے سے کیا جاسکتا ہے۔

مٹاپے کے علاج کے سلسلہ میں چند اُمور کی وضاحت

1 ۔ مٹاپے کے بارہ میں آگاہی ہونا

مٹاپے کے علاج کے سلسلہ میں بنیادی بات اس کے بداثرات اور خطرات کے بارہ میں علم ہونا ہے۔یہ فطری بات ہے کہ کوئی شخص کسی خطرناک چیز کے بارہ میں جتنا آگاہ ہو گا اُسی نسبت سے اُس سے بچنے اوراُس کے علاج کے بارہ میں فکر مند ہو گا۔ مٹاپے کے بارہ میں بد قسمتی سے ترقی یافتہ ممالک کے عوام میں بھی آگاہی کا معیار خطرناک حد تک پست ہے۔کینسر ریسرچ یو۔کے کے کرائے گئے سروے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ موٹے افراد میں سے زیادہ تر یہ بات نہیں جانتے کہ صحت مند طرزِ زندگی کے فوائد کیا ہیں اور یہ کہ مٹاپے سے کینسر کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، اس ریسرچ میں4 ہزار ایسے افراد سے بات کی گئی جن میں سے نصف سے زیادہ مٹاپے کا شکار تھے ۔ان میں سے26 فیصدلوگ اپنا وزن کم نہیں کرنا چاہتے تھے۔مٹاپے کے شکار افراد میں سے 87 فیصد اور معمول سے زیادہ وزن والے افراد میں سے32 فیصداپنے وزن کی درجہ بندی کے بارہ میں نہیں جانتے تھے۔ سروے میں شامل افراد میں سے نصف سے زیادہ کو یہ پتہ نہیں تھا کہ صحت مند غذا کھانے سے کینسر کا خطرہ کم ہوجاتا ہے ۔ریسرچ کرنیوالوں کا کہنا ہے کہ فکر اور حیرانگی کی بات ہے کہ اکثر لوگ مٹاپے میں مبتلا ہونے کے باوجود اپنے مٹاپے کو نہیں مانتے اور یہ بات کہ زیادہ وزن کینسر سمیت متعدد بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔

2 ۔ بسیار خوری سے بچنا

کھانا بھوک رکھ کر کھانا ایک سنہری اُصول ہے ۔جس کو ہمیشہ کے لئے پلے باندھ لیناچاہئے۔قرآن کریم نے سب حلال اشیاء کھانے کی اجازت دی ہے مگر جو حکم دیا ہے وہ طیّب کھانے کا ہے اور اس حکم پہ عمل نہ کرنے کو ناشکر گزاری اورعبادت سے رُو گردانی قرار دیا ہے۔ ‘‘جو کچھ تمہیں اللہ نے رزق عطا کیا ہے اس میں سے طیّبات میں سے کھاؤ۔’’(البقرۃ: 173) طیّب وہ ہے جس کا کھانا فائدہ کا باعث ہو۔جسم کی ضرورت سے زائد کھانا غیر طیّب کی ذیل میں آتا ہے۔مثلاً کسی فرد کے جسم کی ضرورت ایک روٹی ہو مگر وہ نہ صرف دو روٹیاں کھائے بلکہ اضافی طور پہ ایک دو پیالیاں آئس کریم اور ایک بڑا مگ چائے یا کافی کا بھی انڈیل لے تو اُس نے غیر طیّب کھا کر بیچارے جسم پہ ظلم ڈھایا ہے۔ جسم کی ضرورت سے زیادہ کھائی گئی خوراک سے جسم میں کیلوریز جمع ہوتی جاتی ہیں ۔ان جمع شدہ اضافی کیلوریز کوخرچ کرنے کےلئے نارمل روٹین سے بڑھ کر تگ و دو کی ضرورت ہوتی ہے۔اس پہ ہاتھوں سے دی ہوئی گانٹھیں منہ سے کھولنے والا محاورہ صادق آتا ہے ۔لہٰذا کم غذا کھانا انتہائی اہم ہے ۔پیغمبرِ اسلام ﷺاس بارہ میں فرماتے ہیں‘‘ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے جبکہ غیر مومن سات آنتوں میں کھاتا ہے۔’’ (بخاری کتاب 65 باب 7حدیث نمبر306) ‘‘بنی آدم کسی برتن کو اس بری طرح نہیں بھرتا جس قدر اپنے پیٹ کو۔ بنی آدم کے لئے چند لقمے چلتے پھرتے رہنے کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ اگر اُس نے پیٹ بھرنا ہی ہو تو ایک تہائی کو خوارک سے ایک تہائی کو مشروب (پانی وغیرہ)سے اور ایک تہائی کو ہوا سے بھرے۔’’ (ترمذی حدیث نمبر 1381، ابنِ ماجہ حدیث نمبر 3349) رمضان کے روزے اور ہر مہینے ایک دو روزے مٹاپا کم کرنے میں مددگار ہوتے ہیں جبکہ فاقہ کشی ((dieting صحت کو نقصان پہنچاتی ہے۔ایک انسان جسم کی ضرورت پوری کرنے کے لئے غذا استعمال کرے تو کہا جائے گا کہ وہ غذا کھا رہا ہے لیکن جب جسم کی ضرورت سے زائد غذا استعمال کررہا ہو تو کہا جائے گاکہ غذا اُسے کھا رہی ہے کیونکہ ایسی غذا مٹاپے پہ منتج ہو کر صحت کودیمک کی طرح چاٹنا شروع کر دیتی ہے۔

3۔ہمہ وقت کھاتے پیتے رہنے کی عادت ترک کرنا

کئی لوگوں کا مٹاپا سادہ سی ترکیب سے ختم ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ اس پہ عمل پیرا ہو سکیں۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ ہر وقت کچھ نہ کچھ کھاتے پیتے رہنے کی لت (addiction)کا شکار ہوتے ہیں اور اس گندی عادت کی بدولت مٹاپے میں مبتلا ہوجانے کے باوجود وہ اِس بھیانک مرض سے نجات کی تگ و دو نہیں کرتے ۔ اگر وہ اپنی اس مرض کی تشخیص کر کے اس کا علاج شروع کر دیں تو بہت جلد اُنہیں مٹاپے سے نجات مل سکتی ہے۔اُنہیں چاہئے کہ مقررہ مقدار میں مقررہ اوقات پہ کھانے کے علاوہ کھانے پینے پہ کرفیو لگا لیا کریں ۔

4 ۔مرغن کی بجائے صحت بخش غذائیں کھانا

ایسی غذائیں جن میں تیل اور مٹھاس زیادہ ہونیزتیل میں بھُنی، چٹ پٹی کراری مصالحے دار اشیا، گوشت کے کثرتِ استعمال نیزمیدے کی بنی اشیا سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اِسی طرح فاسٹ فوڈ، فرنچ فرائی ، برگر، تکے کباب، سوڈا، ٹن پیک مشروبات سے پرہیز کرنا چاہئے اور ایسی چیزوں کی بجائے ہول وھیٹ(چھلکے سمیت گندم) کی روٹی بلکہ اضافی چھلکا ملا آٹا، دلیہ ، چھلکوں سمیت دالیں،سویا بین ،زیتون کا تیل، شہد، مچھلی، موسمی سبزیاں ، سلاد، پھل، بادام اور دیگر خشک میوہ جات کھانا نہ صرف صحت مند رکھتے ہیں بلکہ جسم کے دفاعی نظام کو ہر قسم کی بیماریوں سے بچاکر مضبوط و مستعد رکھتے ہیں۔ ٹھنڈے کی بجائے گرم پانی کا استعمال بھی مفید ہوتا ہے۔چینی لوگ عموماً گرم پانی پیتے ہیں جو اُنہیں مٹاپے سے بچائے رکھتا ہے۔ امریکہ کی وزارتِ صحت کے مطابق دو تہائی امریکی وزن کی زیادتی اور مٹاپے کا شکار ہیں اور امریکیوں کو کم کھانے اور زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔وزارتِ صحت نے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ پھلوں اور سبزیوں کا استعمال زیادہ کریں اور اپنی خوارک سے چکنائی، نمک اور شوگر کم کریں اور یہ کہ وزن کم کرنے کا کوئی طلسماتی نسخہ نہیں ہے۔ مٹاپا کم کرنے کا واحد طریقہ راہنما اصولوں پر عمل کرنا ہے۔ صارفین گروپوں کا کہنا ہے کہ یہ بیانات ناکافی ہیں اور اُنہیں اُمید تھی کہ بچوں کے لئے جنک فوڈ اشتہارات پر پابندی عائد کی جائے گی۔

5 ۔طرزِ زندگی میں تبدیلی

اگر روز مرّہ روٹین جاب، ٹی وی دیکھنے،کمپیوٹرکام تک محدود ہو اوراس پہ مستزاد کھانا بھوک رکھ کر کھانے کی عادت بھی نہ ہو تو ان خطرے کی علامات کو ہر ممکن جلد بدلنا ضروری ہے اورکھانایہ سوچ کر کم کھانا چاہئےکہ یہ ہمارے نبی پاک ﷺ کی سنّتِ مبارکہ ہے۔ اس کے ساتھ صحت بخش سادہ غذاکو خوراک کا لازمی حصہ بنانا،جبکہ میٹھی، چٹخارے دار چیزوں سے دور رہنا بھی ضروری ہے۔پھر روزانہ صبح شام دو وقت یاایک وقت کی سیر، پیدل تیز چلنا، دوڑنا،جہاں پیدل جانا ممکن ہو وہاں گاڑی، بس وغیرہ کی بجائے لازمی طور پہ پیدل جانا ایسے ذرائع ہیں جو مٹاپے سے بچنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ماہرین نے ایک ہزار افراد پہ تحقیق سے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ بازار کے بنے کھانوں کا معیار گھر پہ بنائے کھانوں کی نسبت بہت نیچا ہوتا ہے کیونکہ اُن میں غیر معیاری اجزاٗ کے استعمال سے صحت متاثر ہو سکتی ہے ۔ ماہرین نے مشورہ دیا ہے کہ عوام کو کھانے خود گھر پہ تیار کر کے کھانے چاہئیں اور ملازمت پہ لنچ وغیرہ یا سفر پہ کھانے گھر سے تیار کے لے جانے چاہئیں جو مٹاپے سے بچانے کے علاوہ بچت اور تندرست رکھنے کا ذریعہ بھی ہیں۔

6۔ ورزش

ابتدائی مرحلے میں مٹاپے کے علاج میں ورزش تیر بہدف نسخہ ہے بشرطیکہ ساتھ سبزیوں، پھلوں پہ مشتمل صحت بخش غذا مناسب مقدار میں کھائی جائے۔ مٹاپے سے بچے رہنے اور شدید قسم کے مٹاپے میں بھی ورزش کی اہمیت مسلّمہ ہے۔جہاں تک ورزش کا تعلق ہے اسے باقاعدہ طے شدہ منصوبہ بندی کے ساتھ مداومت کے ساتھ کیا جانا چاہئے اور مندرجہ ذیل اُمور کوملحوظِ خاطر رکھنا چاہئے۔

1۔ ہفتہ میں کتنی بار ورز ش کی جائے ؟اہم بات ہے۔ (Frequen-cy of exercise) اگر روزانہ ورزش کر نا ممکن ہو تو سب سے بہتر ہے۔ہفتہ میں 3 تا 5 بار ورزش کرنا کم از کم معیارہے۔

2۔ ورزش کا درجہ یا شدّت (intensity of exercise) ہمیشہ ہلکی سے درمیانی اور سخت ورزش کی طرف جانا چاہئے۔ یعنی مرحلہ وار (gradual)اضافہ آسان سے مشکل کی طرف کیا جائے۔

3۔ ورزش کے وقت کو بڑھانا بہت اہم ہے۔بڑی عمر کے لوگوں کے لئے سخت ورزش کرنا نقصان کا باعث ہو سکتا ہے۔ اُن کے لئے ورزش کے دورانیہ(duration) کوبہ نسبت ورزش کی شدت کے بڑھانا لازمی ہے۔ چھوٹی اور جوان عمر کے لوگوں کی لئے بھی ورزش کا دورانیہ بڑھانا بہت مفید ہوتا ہے کیونکہ اس سے جسم کی استعدادِ کار stamina حیرت انگیز طور پہ بڑھتی ہے۔

4۔ ورزش میں اس کی نوعیت کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ مختلف ورزشوں سے جسم کے مختلف حصوں کی ورزش ہو تی ہے،لہٰذا سب مختلف اقسام کی ورزشیں کرنی چاہئیں۔

بچوں کو مٹاپے سے بچانا

بچوں کو مٹاپے سے بچانا خاصا آسان ہے۔ اگر بالکل چھوٹی عمر سے ہی اس طرف توجہ دی جاتی رہے۔ بچوں کی خوراک کی نوعیت اور مقدار (quality & quantity) کو کنڑول کرکے انہیں مٹاپے سے بچایا جا سکتا ہے۔ بچوں کو پیدائش سے لے کر ایک شیڈول کے مطابق ماں کا دودھ پلانا چاہیے نہ کہ جب بچہ روئے دودھ پلانا شروع کر دیا جائے۔ بچہ بسا اوقات کسی اور وجہ سے بھی رو رہا ہوتا ہے پھر دیگر ٹھوس غذائیں ڈاکٹر کے مشورے کے بعد ہی شروع کرنی چاہئیں۔ جب بچے ذرا بڑے ہو جائیں تو جوس، سوڈا، بسکٹ اور دیگر مضر صحت غذائیں (junk foods) گھر میں قطعاً نہ لائی جائیں۔ کئی خواتین اس جواز پہ ایسی چیزیں خرید لیا کرتی ہیں کہ کوئی مہمان گھر آجائے تو ایسی صورت میں کوئی چیز ضرور گھر میں موجود ہونی چاہیے۔ مہمانوں نے تو کبھی کبھار آنا ہوتا ہے اور وہ بھی عموماً فون پہ بتا کر۔ بچے حیلوں بہانوں سے گھر میں ایسی چیزیں ہونے کا فائدہ اٹھا کران کا صفایا کر دیا کرتے ہیں۔ بہترین حکمتِ عملی ایسی چیزوں کاگھر میں داخلہ ممنوع قرار دینا ہے اور اگر مہمانوں کو ایسی مضر صحت چیزوں سے معاف رکھیں تو یہ اُن پہ ایک بڑا احسان ہو گا۔

چند متفرق گُر

1۔ شدید بھوک لگنے کے بعد کھانا کھائیں تو بسیار خوری کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا کسی قدر بھوک لگنے پہ کچھ پھل وغیرہ کھا لینا بسیار خوری سے بچاتا ہے۔

2۔ کھانا کھانے سے قبل طے کر لیا جائے کہ کتنا کھانا ہے اور شروع میں سلاد، پھل وغیرہ کھالیا جائے اور بعد میں گرین ٹی، قہوہ پینے کے لئے بھوک رکھ کر کھایا جائے۔

3۔ رات کے کھانے کے بعد فرج کو تالا لگا دیا جائے۔ یہ ممکن نہ ہوتواپنے منہ کو تالا لگا دیا جائے۔ اس کشمکش سے بچنے کی خاطرکوشش کی جائے کہ جلد سویا جائے۔

4۔ متوازن غذا کھائی جائے جس میں مفید پروٹین ہوں۔ جیسے چکن، ٹرکی ، سالمن مچھلی سبزیاں، فروٹ، چھلکا سمیت دالیں، زیتون کا تیل، بادام اور دیگر مغزیات۔

5۔ کھانے میں نمک اور مصالحہ جات کم کھانے کی جگہ پانی زیادہ پینے کی عادت ڈالی جائے۔

6۔ ہر موسم اور ہر قسم کے حالات میں ورزش کو ایک لازمی فرض کے طور پہ بجا لایا جائے۔ ورزش کی جگہ، قسم اور دورانیہ حالات اور موقع کی مناسبت سے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

7۔ تیز چلنا، دوڑنا اور مختلف اوقات میں سیر کرنا ایسی ورزشیں ہیں جن کے لئے کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہیں ہوتی اور بآسانی کی جاسکتی ہیں۔

دواؤں کے ذریعہ علاج

مٹاپے کے لئے ایلوپیتھک دواؤں کی ایک بڑی کھیپ مارکیٹ میں موجود ہے اور اس میں آئے دن اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اِسی طرح مختلف قسم کی دیسی دوائیں بھی بلند بانگ دعوؤں کے ساتھ بیچنے کی کوششیں جاری رہتی ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ہر دو قسم کی دوائیں اگر کوئی وقتی فائدہ دیں بھی تو اس کے مقابل مستقل ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہی ہوتی ہیں۔ لہٰذا ان سے ہر ممکن دور رہنا ہی بہتر ہے۔ البتہ غذاؤں کے ذریعہ علاج استثنائی صورت ہے جس میں بالواسطہ اور بلاواسطہ مٹاپے کی خلاف جہاد کیا جاسکتا ہے۔ مچھلی کے تیل کے کیپسول جو اومیگا 3 والے ہوں بہت ہی مفید ہیں اس کے علاوہ وٹامن بی کمپلیکس بھی جسمانی صحت کی بحالی اور بہتری کیلئے مفید ہے۔ ان ہر دو کا باقاعدہ استعمال انسان کو مٹاپے سے بچا کر صحت مند اور توانا رکھتا ہے بعض غذائیں جسم کی مجموعی طاقت و قوت (net economy) بڑھانے میں مدد گار ہوتی ہیں اور جسم دیگر بیماریوں سمیت بالواسطہ مٹاپے سے بھی لڑنے کی مزید سکت حاصل کر لیتا ہے۔ بعض غذائیں مٹاپے کے خلاف براہِ راست وار کرتی ہیں۔ وہ جسم میں جمع شدہ چربی پہ کاری حملہ کرتی ہیں اور اسے شکست و ریخت کا شکار کر دیتی ہیں۔ اس ضمن میں سبز چائے (green tea) کے بعض برانڈ مٹاپے کے خلاف خاصے کارگر پائے گئے ہیں جو چائنیز گروسری اور میڈیکل اسٹوروں سے دستیاب ہوتے ہیں۔ اِن میں Gohyah tea(bitter gourd), & Pu-erh Tea خاص طور پہ قابل ذکر ہیں۔ پھلوں میں سیب، مالٹے، آلو بخارا، اور سبزیوں میں کریلے مفید پائے گئے ہیں ۔ خصوصاً اگر کوئی پی سکے تو کریلے کا پانی مٹاپے کے خلاف بہترین ہتھیار ہے۔

ہومیو پیتھک دوائیں

اگر کھانے پینے اور رہن سہن میں مثبت تبدیلی کے ساتھ ہو میو پیتھک دوائیں لی جائیں تو یہ بلا شبہ بہت مدد گار ثابت ہوتی ہیں۔ بغیر مستند ہو میو پیتھ ڈاکٹر کے مشورہ کے ان کا استعمال نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔

چند دوائیں جو مٹاپے کے لئے علامات کے مطابق کسی ماہر ہو میو پیتھ سے مشورہ کے بعد لی جاسکتی ہیں: آرسینک ایلبم (Arsenicum Album)،انٹی مونیم کروڈم (Antimonium Crudum)، تھائیروڈینم (Thyroidinum)،سلیشیا 200(Silicea)، فیوکس ویسی کیولوسیس (Fucus vececulosus)،فیل ٹوری (Feltauri)،کلکیریا کارب (Calcarea Carb)،لیک ڈیف (Lac Defloratum)،نیٹرم فاس (Natrum Phos)،نیٹرم کارب (Natrum Carb)،گریفائٹس (Graphites)،کیلوٹروپس (Calotropis)

بچوں کے مٹاپے کے لئے مفید مرکب

(1) تھائیراڈینم۔30 (2) گریفائٹس۔30 (3) فیوکس ویس۔30 (4) جگلانس آر۔30 (5) آئیوڈیم۔30 ان دواؤں کویکساں مقدار میں ملا کر دس قطرے فی خوراک روزانہ چار بادو ہفتے لگاتار استعمال کرا نے کے بعد وزن چیک کریں۔ اگر مزید ضرورت ہو تو دوا استعمال کریں ورنہ روک دیں۔

مٹاپے کے بارہ میں اپنی معلومات وسیع کرنا از بس ضروری ہے، مٹاپے پہ لکھی گئی کتب کے مطالعہ کے علاوہ انٹرنیٹ پہ موجود مواد جو obesity لکھ کر تلاش کیاجا سکتا ہے سے استفادہ کرنا چاہئے اور ٹی وی، انٹرنیٹ (یو ٹیوب) اوراخبارات وغیرہ پہ جواشتہاری دوائیں مٹاپے کے لئے بتائی جاتی ہیں اُن سے بچتے ہوئے پرہیز اور حقیقی علاج کی فکر کرنی چاہیے۔

اردو سکھانے والے اپنے آپ کو پیش کریں

مغربی دنیا میں رہنے والے قارئین کرام یہ تقاضا کر رہے ہیں کہ ان کے بچوں کیلئے اردو سکھانے کا بھی الفضل میں کوئی انتظام کریں۔ اس ضمن میں تمام قارئین سے درخواست ہے کہ اردو دان جو چھوٹے چھوٹے اسباق بنا کر بچوں کو سبق دے سکیں اور اس اہم علمی کام کا بیڑہ اٹھائیں تو وہ اپنا نام ای میل،وٹس ایپ نمبر اور جگہ کانام لکھ کر Mail کریں۔(ایڈیٹر)

اطلاعات اعلانات

تکمیل دور قرآن اول

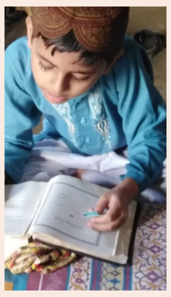

مکرم مظفراحمد شہزاد لکھتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے عزیزم مدثر احمد تمثیل نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعمر آٹھ سال چھ ماہ مؤرخہ 13 مئی 2020 بروز بدھ قرآن کریم کے پہلے دور کی تکمیل کی توفیق پائی۔ فالحمدللہ علی ذلک

عزیزم مکرم یعقوب احمد کا پوتا اور حضرت میاں جان محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا پڑپوتا ہے۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو قرآن کریم سمجھ کر پڑھنے اور اس کے مطالب سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم خالد اقبال لکھتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے عزیزم حارث احمد نے بعمر سات سال قرآن مجید کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔ الحمد للہ۔ یہ دور عزیزم حارث احمد کو اس کی والدہ محترمہ فائزہ بشیر نے گھر پر پڑھایا۔ حارث احمد کے ساتھ حلقہ کے ایک اور بچہ عزیزم حماد احمد ولد مکرم نعمت اللہ منگلا نے بھی ساتھ ہی پہلا دور مکمل کیا۔ حارث احمد کے نانا جان مکرم خواجہ بشیر احمد نے تلاوت سن کرآمین کروائی۔ عزیزم حارث احمد مکرم چوہدری عبدالحمید مرحوم برادر اصغر ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام نوبل انعام یافتہ کا پوتا ہے۔ ان بچوں نے اب قرآن مجید لفظی ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو قرآن پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

معلومات درکار ہیں

مکرم مرزامدثراحمد لکھتے ہیں۔

خاکسار اپنے دادا جان حضرت مرزا عبدالحق مرحوم سابق امیر ضلع سرگودھا کے حالاتِ زندگی جمع کررہا ہے تاکہ احبابِ جماعت کے استفادہ کے لئے اسے شائع کیا جاسکے۔

اس سلسلہ میں دنیا بھر میں پھیلےاحبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ اگر ان کے پاس حضرت مرزا عبدالحق مرحوم کی کوئی تصویر، یا خط ہو یا ان کے علم میں ان کا کوئی واقعہ ہو تو وہ خاکسار کو بھجوا دیں تاکہ اسے کتاب میں شامل کرکے تاریخی ریکارڈ کا حصہ بنایاجاسکے۔

تصاویر اور خطوط وغیرہ سکین کرکے ای میل کے ذریعے یا وٹس ایپ کے نمبر پر بھجوائے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح اگرآپ نے ان سے متعلق کوئی واقعہ بیان کرنا ہو تو اسے اردو یا انگلش میں ٹائپ کرکے ای میل /وٹس ایپ کرسکتے ہیں یا پھر ہاتھ سے لکھ کر بھی بھجواسکتے ہیں۔

براہِ کرم تصاویر یا واقعات ارسال کرتے وقت ، اس کے مقام اور سال وغیرہ کا جس حد تک ممکن ہوسکے ، درست تحریر فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

راشد محمود رامش۔ جرمنی

میری والدہ مکرمہ ملک انجمن آراء

میری والدہ مکرمہ ملک انجمن آراء اہلیہ مکرم ملک عبدالقدیر عاصم، مغل پورہ لاہور 26 مئی 1926ء کو نوشہرہ کینٹ میں پیدا ہوئیں۔آپ حضرت حافظ نور محمدؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور مکرم رحمت اللہ خان شاکر (مرحوم) سابق ایڈیٹر الفضل کی بیٹی تھی۔آپ 5 یا 6 سال کی تھیں کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا ۔

آپ کی پرورش قادیان کے علمی اور تربیتی ماحول میں ہوئی۔ آپ کے والد جماعتی اخبار کے ایڈیٹر تھے تو گھر میں بھر پور علمی ماحول تھا۔ دادا جان حافظ قرآن تھے جن کا کام سارا دن لوگوں کو قران کی تعلیم دینا ہوتا تھا ۔آپ سے ہی میری والدہ نے پہلے قرآن ناظرہ اور پھر لفظی ترجمہ پڑھا اور ساتھ قرآن کریم حفظ کرنے کا آغاز کیا ۔آپ 12 سال کی تھیں تو حضرت مصلح موعودؓ کی ایک تحریک کے نتیجہ میں اپنے محلّے میں بوڑھی اور ایسی خواتین جو قرآن کریم کا ترجمہ نہیں جانتی تھیں، اُن کو پڑھانے کا سلسلہ شروع کیا جو آپ کی زندگی کی آخری بیماری تک جاری رہا ۔

آپ کی شادی 1946ء میں لاہور مغلپورہ میں ہوئی۔آپ کی شادی پر حضرت مصلح موعودؓ نے لڑکی والوں کی طرف سے اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد نے بارات کے ساتھ شمولیت فرمائی۔ آپ نے لاہور آ کر بھی اپنے خاوند کی اجازت سے تدریسِ قرآن کا کام جاری رکھا۔میرے دادا جان حضرت عبدالکریمؓ آف مغل پورہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میری بہو جیسی بہو ہر گھر میں نہیں تو ہر محلّے میں یا کم از کم ہر شہر میں ایک ہونی چاہیئے۔ آپ نے بہت صبر اور ہمت کے ساتھ تنگی و ترشی کے حالات میں بہت اچھی اور مسکراتے ہوئے زندگی گزاری ۔

46 سال کی عمر میں 9 بچوں کے ساتھ جب کہ سب سے بڑے بچے کی عمر 21 اور سب سے چھوٹا بچہ 6 سال کا تھا، تو آپ کا جیون ساتھی ایک طویل علالت کے بعد اس دنیا سے رُخصت ہو گیا ۔ پاکستان جیسا ملک 9 بچے اور سر پر خاوند کا سایہ نہ ہونا بہت صبر آزما حالات تھے مگر الحمدللہ میری والدہ نے بہت صبر کے ساتھ یہ سارا وقت گزارا۔ بچوں کو مناسب دینی اور دینوی تعلیم دلوائی ۔بڑے بھائی نے جاب شروع کر کے گھر کی ذمہ داری کا بوجھ اپنے سر لیا۔ اُن سے چھوٹے بھائی نے بھی تعلیم ترک کر کے جاب کا آغاز کیا تو والدہ کے سر سے کچھ بوجھ کم ہوا ۔ جب تک ہم مغل پورہ لاہور میں رہے ہم نے اپنے گھر کا یہی ماحول دیکھا کہ صبح فجر کی نماز کے بعد بچوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوتا، والدہ سارا گھر کا کام کرتی جاتیں، ساتھ ساتھ قران کریم اور ترجمہ پڑھاتی جاتیں۔ چونکہ آپ کو قرآن حفظ تھا اس لئے آپ کو کوئی مشکل نہیں ہوتی تھی۔ برتن دھو رہی ہوں ،کپڑے دھو رہی ہوں یا کھانا بنا رہی ہوں یہ سلسلہ رات کو مغرب یا عشا کی نماز تک جاری رہتا۔

آپ لمبا عرصہ حلقہ مغل پورہ لاہور کی صدر لجنہ رہی اور ساتھ ساتھ نگران قیادت لاہور بھی رہی۔ 1984ء میں والدہ کو اللہ تعالیٰ نے حج کی سعادت سے نوازا ۔جب اُن کا حج کا ویزہ لگا تو اُن کو کئی ماہ سے مسلسل بخار رہتا تھا جو دن چڑھنے کے ساتھ کم ہو جاتا مگر شام ڈھلتے ہی ٹمپریچر میں اضافہ ہو جاتا۔ مگر آپ نے کہا کہ جیسی بھی حالت ہو اللہ نے موقع عطا کیا ہے تو وہی توفیق بھی عطا کر دے گا۔ بہرحال آپ روانہ ہو گئیں، آپ بتایا کرتی تھی کہ جس دن میں نے حج سے پہلے عمرہ ادا کیا ، اُس دن میری یہ حالت تھی کے میرے پیروں کی اُنگلیوں میں شوگر کی وجہ سے زخم تھے اور مجھے چپل پہننے میں بہت دشواری کا سامنا تھا ۔امی کی اس حالت سے میرے بھائی نے یہی محسوس کیا کہ امی کو عمرہ کروا دیتا ہوں وہاں اتنا رش نہیں ہوتا مگر حج کا رسک نہیں لیتا۔ امّی کہتی تھی کہ نہیں اللہ نے یہاں تک آنے کی توفیق دی ہے تو حج کی سعادت بھی دے گا ان شاءاللہ ۔آپ نے حج سے کوئی ایک ہفتہ قبل عمرہ کیا تو آپ کہتی ہیں کہ سارے عمرے کے دوران بیٹے نے ساتھ ساتھ رہنے کی بھر پور کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے کسی ایک لمحہ کو بھی مجھے کمزور نہیں پڑنے دیا ۔ اس عمرے کے بعد آپ 22 سال حیات رہیں،بہت بیماریاں دیکھیں جن میں کئی بار فالج کے حملے بھی ہوئے مگر ان 22 سالوں میں دوبارہ کبھی آپ کو بخار نہیں ہوا ۔الحمدللہ

1985ء میں آپ بڑے بھائی کے پاس لندن تشریف لائیں اور 1986ء میں جرمنی میں ہم لوگوں سے ملنے آئیں مگر پھر آپ نے یہیں رہنے کا فیصلہ کیا اور میرے ساتھ فرانکفورٹ میں رہائش رکھی۔آپ پہلے فرانکفورٹ حلقہ مسجد نور کی صدر منتخب ہوئیں اور جب تک ہم فرانکفورٹ میں رہے آپ اس حلقہ کی صدر رہیں اور فرانکفورٹ سے ہی آپ نے بچوں اور خواتین کو ٹیلی فون پر قرآن کریم پڑھانے کا سلسلہ جاری کر دیا۔ پھر ہم فرانکفورٹ سے کچھ دُور ایک اور شہر بابن ہاؤزن منتقل ہو گئے،آپ نے وہاں بھی اس سلسلے کو قائم رکھا اور پھر جلد ہی اس جماعت کی صدر منتخب ہوئیں اور لمبا عرصہ صدرات کی ذمہ داری آپ کے پاس رہی ۔

آپ بہت شفیق اور ملنسار تھیں۔ ہر شخص جو آپ کو ایک بار مل لیتا ،آپ کا گرویدہ ہو جاتا اور آپ بھی ہمیشہ پھر اس کو اپنی دُعاؤں میں شامل کر لیتیں اور اگر رابطے میں کچھ طوالت آ جاتی تو یاد کرواتی کہ فلاں رشتہ دار یا تمہارا وہ دوست اتنے عرصہ سے نہیں ملا خیریت تو ہے ؟

آپ کا خلافت سے بے تحاشا محبت اور عقیدت کا تعلق رہا ۔آپ نے چار خلافتوں سے فیض پایا۔2002 ءمیں آپ نے مجھ سے اپنی ایک دلی خواہش کا اظہار کیا کہ میری بہت خواہش ہے کہ تم نے کئی بار قرآن کا ترجمہ پڑھنا شروع کیا مگر کبھی مکمل نہیں کیا۔ میں چاہتی ہوں ایک بار تم مکمل ترجمہ پڑھ لو۔ میں نے اُسی دن اُن سے وعدہ کیا کہ ان شاء اللہ میں ضرور مکمل کروں گا اور پھر میں نے اپنے اس وعدے کو اللہ کی دی ہوئی توفیق سے نبھایا ۔میں روزانہ کام سے آ کر اپنے گھر سے والدہ کے گھر جاتا ۔کوئی 15 کلو میٹر دُور تھا، روزانہ سبق پڑھتا، اُن کو سناتا اور اگلا سبق لیتا۔ اس طرح میں نے تقریباً ڈیڑھ سال میں قرآن کریم کا مکمل لفظی ترجمہ آپ سے پڑھا۔ جس دن میرا قرآن ختم ہوا ،اُس دن آپ کی آنکھوں میں ایک خاص چمک اور خوشی کا ایک عجیب سا اظہار تھا ۔ میری اہلیہ نے 16 سال میری والدہ کے ساتھ گزارے۔ اس دوران میری اہلیہ نے 7 بار میری والدہ سے قرآن کا لفظی ترجمہ پڑھا ۔

میری والدہ الحمدللہ صاحبِ کشف، تہجد گزار اور پنجوقتہ نماز کی عادی تھیں۔ قرآن تو اُن کے دِل کی دھڑکن تھا۔ اُن کی وفات کے بعد ان کی تینوں بیٹیاں اور 3 بہوئیں اپنے اپنے مقام پر تدریسِ قرآن کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ نے 34 سال بیوگی کی زندگی کاٹی اور بہت مصائب کا سامنا کیا مگر کبھی کوئی شکوہ آپ کی زبانی ہم نے نہیں سنا۔ ہر حال میں اللہ کا شکر ہی ادا کیا ۔ جب آپ کا آخری وقت آیا تو اللہ کے فضل سے آپ کے 6 بیٹے 3 بیٹیاں 6 بہوئیں 3 داماد، پوتے پوتیاں اورنواسے نواسیاں آپ کے پاس موجود تھے ۔ 28 مارچ 2006ء کو صبح 10بجکر 35 منٹ پر بروز منگل آپ کی وفات ہوئی اور 31 مارچ کو بروز جمعہ فرانکفورٹ کے قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی ۔

آپ کے آخری ایّام میں چونکہ حضور انور ایدہ اللہ کو مسلسل دُعا کے لئے فیکس یا ٹیلی فون کے ذریعہ دُعا کی درخواست کا سلسلہ جاری رہتا تھا تو مکرم منیر جاوید پرائیوٹ سیکریٹری نے بتایا کہ منگل والے دن 10 بجکر 40 پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اُنہیں ہدایت فرمائی کہ ٹیلی فون کر کے شاہد ملک کی والدہ کی خیریت دریافت کریں، مجھے خیریت نہیں لگتی اور اُس سے 5 منٹ قبل والدہ صاحبہ اپنی جان جانِ آ فریں کے سُپرد کر چکی تھیں ۔ اللہ تعالیٰ میری والدہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔ آمین

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرم چوہدری منیر مسعود لکھتے ہیں۔

پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ اللہ العزیز کی تکلیف کی اطلاع ملنے پر ہی ہماری جماعت اٹھ کھڑی ہوئی ۔ایک دوسرے کو دعاؤں کی تحریک کے ساتھ پیارے امام کی تکلیف جلد دور ہونے اور شفائے کاملہ وعاجلہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں کے ساتھ بکرے صدقہ کرنے کی توفیق پارہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہم عاجزوں کی دعائیں اور صدقات قبول فرمائے اور پیارے سیدی کو شفاء کاملہ و عاجلہ کے ساتھ آئندہ ہر تکلیف اور دکھ درد سے محفوظ رکھے۔

مکرم حفیظ احمد قریشی لکھتے ہیں۔

بدر نمبر رمضان میں قابلِ تحسین تھا۔بہت معلوماتی تھا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس میں موجود اسباق کو حاصل کرنے کی توفیق دے۔آمین

مکرم مقصود احمد منیب لکھتے ہیں۔

نثر کا معیار بہت اچھا اور اعلیٰ ہے اور اب منظومات کا معیار بھی اعلیٰ ہو گیا ہے۔الحمدللہ

مکرمہ نعمانہ سلیم ۔جرمنی لکھتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور پیارے حضور کے ارشادات اور آپ سب کی محنت سے اب ہم روزنامہ الفضل لندن آن لائن روزانہ پڑھتے ہیں۔ الحمدللہ ۔الفضل میرے بچپن کا ساتھی ہے۔ اب بھی الفضل اخبار نظر آنے پر پڑھنے کی کوشش کرتی ہوں۔

اللہ کے فضل سے ساری دنیا سے ہر طرح کے مضامین الفضل میں شامل ہوتے ہیں۔گویا ”پھل اس قدر پڑا کہ میو ں سے لد گئے“ میری پیاری بہن قدسیہ محمود سردار ”آج کی دعا“ میں قرآن واحادیث سے بہت پیاری دُعائیں لکھ رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر اعطا کرے،جان ومال میں برکت دے۔ آمین

روزنامہ الفضل لندن آن لائن کی پہلی عید ” اور آپ سب کو عید مبارک“

مکرمہ امۃ القیوم انجم۔کینیڈا لکھتی ہیں۔

آپ الفضل کو جو ایک فیض رساں جریدہ ہے روزانہ ہم تک پہنچانے کے لئے بہت محنت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور تمام ٹیم ممبرز کو بہترین جزا دے۔ آپ کی کاوشوں اور مساعی میں بہت برکت ڈالے اور قبول فرمائے ۔ اور ہمیں گھر بیٹھے جو روحانی رزق مل رہا ہے اس کی قدر کرنے والے اور اس سے فائدہ اٹھانے والے بنائے۔ ایک غلطی کی طرف جو ویسے تو نظرانداز ہو سکتی تھی مگر چونکہ پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ کے اقتباس سے ہے اور بعض لوگ یہیں سے حوالہ لے سکتے ہیں اس لئے تصحیح کرنا مناسب سمجھتے ہوئے لکھ رہی ہوں ۔ آخری صفحہ پر خلائی اور زمینی مخلوق والے مضمون میں آخری کالم میں جو گلیلیو کے دوربین ایجاد کرنے والے فقرے میں سن (year) لکھا گیا ہے وہ 1609 ہونا چاہئے کیونکہ اصل اقتباس میں ایسے ہی لکھا ہے۔

مکرمہ نعیمہ طاہر۔جرمنی لکھتی ہیں۔

روزنامہ الفضل ہم احمدیوں کے لیے ایک بہت بڑا روحانی مائدہ ہے ایک جاری چشمہ ہے جو روحانی پیاس بجھانے کے لیے روزانہ تازہ اور میٹھا مشروب مہیا کرتا ہے۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ جاری رکھے آمین خلیفۂ وقت کے لیے تو ہر وقت دل کی گہرائیوں سے دعا نکلتی ہے مگر آج کل تو دل نہایت کرب میں مبتلا ہے کہ جلد پیارے حضور کا دیدار نصیب ہو جسم میں جیسے جان نہ رہی ہو اللہ بھلا کرے ہمارے احمدی شاعروں کا جو ہم جیسوں کے دلوں کے جذبات کی عکّاسی کر دیتے ہیں یوں لگتا ہے جیسے بالکل ہمارے دل کی بھی یہی آواز تھی اللہ تعالیٰ پیارے حضور کو جلد سے جلد تر شفائے کامِلہ عطاء فرمائے اور اس جُمُعَةُ المبارک کو ہماری عید سے پہلے عید ہو جائے۔ آمین

مکرم حافظ عبدالحی لکھتے ہیں۔

مسز قدسیہ کا جو روزنامہ الفضل لندن آن لائن میں دعائیہ سلسلہ شروع ہواہے۔بہت عمدہ ہے۔ماشاءاللہ مختصر اور مفید جس سے دعا کے ساتھ اس کی مناسبت،سبب اور مقصد بھی سمجھ آتا ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ کیلئے شعراء کے جذبات

دل گرفتہ ہے سانس بوجھل اور آنکھ نم ہے
کہ پیر و مرشد کے حزن کا، ہم سب کو غم ہے

اے غمگسارو! خشوع سے اپنے خدا کے آگے
یوں گڑگڑاؤ، دعائیں مانگو، دعا میں دم ہے

اک عمر سے جو سبھوں کی خاطر سیماب پا ہیں
کچھ ان کی خاطر جو راتیں جاگو تو پھر بھی کم ہے

اے میرے مولا! شفا کی عرضی لیے کھڑے ہیں
وہ سارے بیٹے کہ جن کو بس، تیرا بھرم ہے

ہمیں یقیں ہے، خدا شناسوں کے زہد کا
تاب بخشی ہے جب بھی آیا کوئی الم ہے

شکیل احمد خان

دلی جذبات

دل سے نکلی میرے یہ دعا مرشدی
ہو عطا آپ کو بس شفا مرشدی

آج دیکھا نہیں آپ کو سیدی
وقت گزرا بہت ہی کڑا مرشدی

ایسی آئی خبر دل میرا ڈر گیا
روح تک ہو گئی تھی فنا مرشدی

آپ تو جان ہیں مان ہیں مرشدی
ہیں ہمارے سروں کی ردا مرشدی

آپ کے واسطے سب دعائیں میری
بھیک مانگوں میں بن کے گدا مرشدی

بن بھلا آپ کے کیسے چل پائیں گے
آپ تو ہیں ہمارے عصا مرشدی

جان تک ہو فدا آپ پر مرشدی
ایسی کر پاؤں کامل وفا مرشدی

میرا مولا سلامت رکھے آپ کو
دور ہو جائے ہر اک بَلا مرشدی

صدف علیم صدیقی

آقا میرے حبیب میرے مرشد و امام
کوئی میزانِ عشق ہو دل تول پاؤں میں

جاں بھی لٹا دوں تیری اطاعت میں مرشدی
تیری عنایتوں کا نہیں مول پاؤں میں

کاشف احمد

اک شخص

جو اس کو پیار سے دیکھے کھل اٹھے یارو
ہر روز نئی شان کا ہے وہ اک شخص

الٰہی عمر خضر اس کو تو عطا کر دے
رہے ہمیشہ میرے دل کا مہماں وہ اک شخص

مبشر احمد کاہلوں۔ جرمنی

تیری آواز جب تک سنائی نہ دے
ایک لمحہ نہ گزرے قرار آئے نہ

غمزدہ دل کی حالت بیاں کیا کروں
دل کی بنجر زمیں پر بہار آئے نہ

تیری قامت کی تعریف ممکن نہیں
بالمقابل کوئی شہسوار آئے نہ

اپنے ہاتھوں سے جس کو تراشے گا تو
اس کی حالت میں کیونکر نکھار آئے نہ

تیرا دشمن رگڑتا رہے ایڑیاں
اس کا تیری طرف کوئی وار آئے نہ

حکم تیرا کوئی ہو میری ذات کو
کیسے ممکن ہے یہ جاں نثار آئے نہ

دل سے دل کا تعلق نہ ٹوٹے کبھی
تا ابد اس پہ گرد و غبار آئے نہ

ہر دعا ایک ساعت سے مشروط ہے
جب تلک کوئی جان اپنی مار آئے نہ

خشک ٹہنی کی اوقات کچھ بھی نہیں
کاٹ دی جائے تو برگ و بار آئے نہ

حافظ اسد اللہ وحید۔ سیرالیون

جس سے کرتے ہو عہد وفا دوستو
اس کی خاطر کرو تم دعا دوستو

دوڑتا ہے رگوں میں لہو کی طرح
کیا بتاؤں وہ کیا ہے مرا دوستو

آرزو تھی کہ دیکھیں گے جلوہ ترا
پھر اچانک ہوا دل برا دوستو

تیرے بن ایک لحہ بھی کٹتا نہیں
چین آئے کہاں پھر ذرا دوستو

چوٹ چہرے پہ تم کو لگی ہے مگر
کاش ہوتا وہ چہرہ مرا دوستو

پھر وہ آئے گا منبر پہ ہنستا ہوا
ہے یقیں ایسا پختہ مرا دوستو

بن گیا ہے وہ انمول زاہد ترا
شعر آقا پہ جب بھی لکھا دوستو

سید طاہر احمد زاہد

25مئی 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:16	18:56
مدینہ منورہ	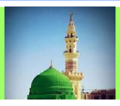	04:08	19:03
قادیان		03:49	19:25
ربوہ		03:30	19:07
اسلام آباد ٹلفورڈ	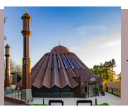	03:30	21:01